

سوال نمبر 1: عقائد سے کیا مراد ہے؟ اسلام کے بنیادی عقائد کون کون سے ہیں؟ ہر ایک پر مختصر نوٹ لکھیں۔

لغوی معنی:

لفظ عقائد ”عقیدہ“ کی جمع ہے، عقیدہ عقد سے بنا ہے عقد کے معنی ہیں باندھنا اور گرہ لگانا، لہذا عقیدہ کے معنی ”باندھی ہوئی اور گرہ لگائی ہوئی چیز“ کے ہیں۔  
اصطلاحی معنی: اصطلاح میں اس سے مراد انسان کے پختہ اور اٹل نظریات ہیں، یہی عقائد انسان کے دل و دماغ پر حکمرانی کرتے ہیں، انسان کا ہر کام انہی کے تحت ہوتا ہے اور یہی اس کے اعمال کے محرک بھی ہوتے ہیں۔

عقیدہ کی مثال: دین اسلام میں سب سے زیادہ اہمیت اور درجہ عقائد کا ہے، کیونکہ عقیدہ کی مثال بیج جیسی ہے اور عمل اس بیج سے اُگنے والے پودے کی طرح ہے۔ اگر بیج خراب اور ناقص ہو تو پودا بھی ناقص اور خراب ہوگا، کیونکہ جو صفات بیج میں ہوتی ہیں وہی پودے میں بھی ہوا کرتی ہیں، لہذا اگر عقیدہ خراب ہو تو اعمال بھی خراب، ناقص اور غیر مقبول ہوں گے، چنانچہ عقائد کی اسی اہمیت کے پیش نظر تمام پیغمبروں نے اپنی اپنی تبلیغ کا آغاز عقائد کی اصلاح سے فرمایا تھا اور خاتم النبیین محمد ﷺ نے بھی جب مکہ مکرمہ میں پیغام رسالت پھیلانا شروع کیا تو عقائد کی اصلاح کو ہی اپنی تبلیغ کا نکتہ آغاز بنایا اور سب سے زیادہ انہی کی اصلاح پر زور دیا۔

(WRITTEN & COMPOSED BY PROF. MUHAMMAD ZAFARULLAH)

اسلام کے بنیادی عقائد:

اسلام کے بنیادی عقائد ”سورۃ البقرہ“ کی آیت مبارکہ 177 میں یوں بیان کئے گئے ہیں۔

ولكن البر من امن بالله واليوم الآخر والملائكة والكتب والنبيين

ترجمہ: ”لیکن بڑی نیکی تو یہ ہے کہ جو کوئی ایمان لائے اللہ پر اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر اور سب (الہامی) کتابوں پر اور پیغمبروں پر“  
اس آیت مبارکہ سے پانچ بنیادی عقائد ثابت ہوتے ہیں، جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

عقیدہ توحید

لغوی معنی:

توحید کا لفظ و، ح، د سے بنا ہے، جس کے لغوی معنی ایک ماننا، کیلتا جانا ہے۔

اصطلاحی معنی:

دین کی اصطلاح میں اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو وحدہ لا شریک ماننا، یعنی اللہ کو اس کی ذات، صفات اور عبادات میں اکیلا اور کیلتا ماننا، اور اللہ تعالیٰ کے سب سے برتر و اعلیٰ اور ساری کائنات کے خالق و مالک ہونے پر ایمان لانا اور صرف اُسی کو عبادت کے لائق سمجھنا۔  
توحید کی اقسام:

عقیدہ توحید کی تفصیل یہ ہے اللہ تعالیٰ کو اس ذات، صفات میں اور صفات کے تقاضوں میں کیلتا اور اکیلا ماننا۔ توحید کی تین اقسام ہیں۔

۱۔ ذات کی یکتائی (توحید فی الذات):

ذات میں یکتائی کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ کی ذات اور حقیقت میں کوئی دوسرا فرد حصہ دار نہیں، لہذا نہ کوئی اس کے برابر اور ہمسر ہے اور نہ ہی اس کا کوئی باپ اور اولاد ہے کیونکہ باپ اور اولاد کی حقیقت ایک ہی ہوتی ہے۔ جب اللہ کی حقیقت میں کوئی شریک نہیں تو نہ اللہ کسی بیٹا، بیٹی ہے اور نہ اس کا کوئی بیٹا، بیٹی ہے۔  
ارشاد خداوندی ہے: ”آپ کہہ دیجئے کہ وہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور نہ کوئی اس کے برابر کا ہے۔“

۲۔ صفات کی یکتائی (توحید فی الصفات):

صفات باری تعالیٰ میں یکتائی کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسی صفات کا مالک ہے جو کسی اور فرد میں نہیں پائی جاسکتیں۔ وہ اپنے علم، ارادہ، قدرت، سمع، بصر ہر صفت میں کیلتا اور بے مثل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے تمام صفاتی اسماء اللہ کی صفات ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی تمام تر صفات مبارکہ اس کی اپنی ذاتی ہیں کسی کی عطا کردہ نہیں۔ اللہ کی تمام صفات دائمی وابدی ہیں۔ اس کی تمام صفات کامل ہیں جب کہ مخلوق کی صفات اللہ کی عطا کردہ ہوتی ہیں مگر عارضی اور ناقص ہوتی ہیں۔

(الشوری: 11)

لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ

ارشاد خداوندی ہے: کوئی چیز اس کی مثل نہیں

۳۔ صفات کے تقاضوں کی یکتائی (توحید فی العبادات):

صفات کے تقاضوں میں یکتائی کا مفہوم یہ ہے کہ جب تمام صفاتِ عالیہ، کاملہ، جلیلہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ میں موجود ہیں، تو تمام مخلوق پر لازم ہے کہ ان صفات کے پیش نظر اسی ذات اقدس سے رجوع کرے۔ مثلاً رزق صرف اُسی سے مانگے، عبادت صرف اُسی کی کرے، دُعا صرف اُسی سے کرے، سجدہ صرف اُسی کے سامنے کرے، اور اس طرح کے تمام تقاضوں میں اسی ذات اقدس کو یکتا و بے مثل مانے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے۔

ارشاد خداوندی ہے: ”تم صرف اُسی کی عبادت کیا کرو“ (الاسراء: 23)

ایک اور مقام پر ارشاد ہے: ”ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔“ (الفتح: 4)

عقیدہ توحید کی اہمیت: (WRITTEN&COMPOSED BY PROF.MUHAMMAD ZAFARULLAH)

اسلامی عقائد میں سب سے پہلا اور ہم ترین عقیدہ توحید ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آخری نبی و رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک تمام پیغمبروں نے لوگوں کو توحید پر ایمان لانے کی دعوت دی، اور اس پر ایمان لانے اور اس کے تقاضوں کو پورا کرنے کو وہ جہاں کی کامیابی کا راستہ قرار دیا، اور اس عقیدہ کے چھوڑنے کو وہ جہاں کی ناکامی کا راستہ قرار دیا ہے۔

یَا أَيُّهَا النَّاسُ قُولُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ تَفْلَحُوا (الحديث) ترجمہ: یعنی اے لوگو! کہہ دو کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے، تو تم (وہ جہاں میں) کامیاب ہو جاؤ گے۔ یہی وجہ ہے کہ عقیدہ توحید کے انسانی زندگی اور فکر و عمل پر بہت گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں اور انقلابی تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں۔ مثلاً عزت نفس، انکسار، وسعت نظر، استقامت و بہادری، رجائیت و امید، اطمینانِ قلب، پرہیزگاری، معاشرتی اصلاح، امن و امان کا قیام، مثالی معاشرے کی تشکیل، اتحاد اُمت، درس مساوات، ارکانِ اسلام کی پابندی، اور حقوق العباد کی ادائیگی وغیرہ۔

### عقیدہ رسالت

اسلام میں عقیدہ توحید کے بعد عقیدہ رسالت کا ذکر آتا ہے۔ عقیدہ رسالت قرآن کے تین اہم ترین موضوعات میں سے ایک ہے، اور یہ تمام الہامی کتابوں اور تعلیمات کا مشترکہ موضوع بھی ہے۔

رسالت، رسول اور نبی کا معنی و مفہوم:

رسالت کے لغوی معنی ”پیغام پہنچانا“ ہیں اور رسول کے معنی ”پیغام پہنچانے والے“ کے ہیں، جبکہ ”نبا“ کے لغوی معنی خبر اور نبی کے لغوی معنی ”خبر دینے والے“ کے ہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں سورۃ النبأ (بڑی خبر، یعنی قیامت) موجود ہے۔

اصطلاحی اعتبار سے نبی اور رسول اس شخص کو کہا جاتا ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے احکام کی تبلیغ کے لئے اپنی مخلوق کی طرف بھیجا ہو، اور رسول چونکہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کے ارشادات سے آگاہ کرتا ہے اس لئے اسے نبی بھی کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں سے ہی ہر قوم کی طرف پیغمبروں کو مبعوث فرمایا ہے۔ ان پر وحی کے ذریعے اپنی تعلیمات کو نازل فرمایا۔ عقیدہ رسالت کے مفہوم میں یہ بات شامل ہے کہ تمام رسل اور انبیاء کرام علیہم السلام سچے اور برحق تھے، اور ان کے زمانے میں ان پر ایمان کے ساتھ ان کی اطاعت کرنا بھی لازم تھا، کسی بھی رسول برحق کا انکار کرنا کفر ہے۔

ولقد بعثنا فی کل امة رسولا (النحل: 36) ترجمہ: ”اور ہم نے ہر اُمت میں رسول بھیجا۔“

وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ (النساء: 64) ترجمہ: ”اور ہم نے جو بھی رسول بھیجا اس غرض سے کہ اسکی اطاعت اللہ کے حکم سے کی جائے“ اور آخری نبی و رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، اب صرف آپ کی اتباع کی جائے گی۔

قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً (الاعراف: 185) ترجمہ: ”کہہ دیجئے اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔“

عقیدہ رسالت کے انسانی زندگی پر بہت سے اثرات مرتب ہوئے ہیں، مثلاً فلاح دارین، سکون قلب، اتحاد اُمت، فکری اطمینان، مقصد حیات سے آگاہی، عملی نمونہ سے رہنمائی کا حصول، گمراہی سے حفاظت، جذبہ اطاعت، غرور و تکبر کا خاتمہ، مثالی معاشرہ کی تشکیل، ظلم و ستم کا خاتمہ، طبقاتی کشمکش سے نجات وغیرہ۔

### ملائکہ (فرشتوں پر ایمان لانا)

ملائکہ یعنی فرشتوں پر ایمان بھی ایک اہم اسلامی عقیدہ ہے۔ لہذا ”آیت بر“ میں اس عقیدہ کو اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان لانے کے بعد بیان کیا گیا ہے۔ فرشتوں پر ایمان لانے کا مفہوم یہ ہے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہیں، جنہیں نور سے پیدا کیا ہے، جس بنا پر وہ نظر آنے سے پاک ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ اور بندوں کے درمیان پیغام رسانی کا فرض ادا کرتے ہیں۔ ہر لمحہ اطاعتِ الہی میں مشغول رہتے ہیں، کبھی نافرمانی نہیں کرتے، اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق دُنیا کا نظام چلا رہے ہیں۔ اپنی مرضی سے کوئی کام

نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں نہیں ہیں۔ خدائی صفات، انسانی دشمنی سے پاک ہیں، اور بے شمار فرشتے ہیں جن کی تعداد اللہ تعالیٰ کے ہی علم میں ہے۔ ان میں چار مشہور اور بڑے فرشتے ہیں۔ (WRITTEN&COMPOSED BY PROF.MUHAMMAD ZAFARULLAH)

### لا یعصون الله ما امرهم ويفعلون ما يومرون (التحریم: 06)

وہ (فرشتے) اللہ کے کسی حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہ کرتے ہیں جو انہیں حکم دیا جاتا ہے۔ ایمان بالملائکہ کے انسانی زندگی پر بہت سے مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں مثلاً شرف انسانیت، سکون قلب، گناہوں سے حفاظت، عظمت خداوندی کا احساس، نصرت خداوندی کا یقین، جنات و شیاطین سے حفاظت، دُعاؤں کی قبولیت وغیرہ۔

### آسمانی کتابیں

آسمانی کتابوں پر ایمان لانے سے مراد یہ ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے جن رسولوں پر جو کتابیں اور صحائف نازل کئے، مثلاً تورات، زبور، انجیل، قرآن مجید، حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت آدم علیہ السلام اور دیگر انبیاء کرام کے صحیفے سب برحق، سچے اور صحیح ہیں، اور ان کے زمانے میں ان پر عمل کرنا ضروری تھا۔  
والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک (البقرة: 4) اور جو ایمان لاتے ہیں اس پر کہ جو کچھ تیری طرف نازل ہوا اور جو کچھ تجھ سے پہلے نازل ہوا۔ ان الہامی کتابوں میں دین کی بہت سی باتیں مشترک تھیں، جیسے اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا، اس کی صفات کا ملکہ کا ماننا، اللہ تعالیٰ کی عبادت، رسالت پر ایمان، یوم آخرت پر ایمان اور اعمال کی جزا و سزا وغیرہ اسی طرح ہر زمانے اور ضرورت کے اعتبار سے بہت سے احکامات بھی ہوتے تھے۔ بعد میں آنے والی کتابیں پہلی کتابوں کو منسوخ کرتی رہیں، چنانچہ سب سے آخر میں قرآن مجید نازل ہوا، جو قیامت تک کے لئے ذریعہ نجات ہے اور بہت سی ایسی خوبیوں اور خصوصیات کا حامل ہے جو پہلی کتابوں میں موجود نہ تھیں۔ اب چونکہ کسی نئے نبی یا رسول نے نہیں آنا اس لئے اب کوئی نئی کتاب بھی نازل نہیں ہوگی اب صرف قرآنی ہدایات پر عمل کیا جائیگا

### آخرت

عقیدہ آخرت اسلامی عقائد میں سے ایک اہم عقیدہ ہے، جو قرآن مجید کے تین بڑے موضوعات میں سے ایک ہے۔ ”آخرت“ کے معنی بعد میں آنے والی چیز کے ہیں۔ عقیدہ آخرت سے مراد ہے کہ انسان کی دنیا کی زندگی عارضی ہے، اور امتحان اور عمل کی جگہ ہے، انسان مرنے کے بعد ہمیشہ کے لئے فنا نہیں ہو جاتا، بلکہ اس کی روح باقی رہتی ہے، اور ایک وقت ایسا آنے والا ہے جب تمام انسانوں کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا، روزِ حشر قائم ہوگا، ہر انسان کے اعمال کا حساب و کتاب اور وزن ہوگا، پھر انسان کو نیک و بد اعمال کا حقیقی بدلہ دیا جائے گا۔ نیک لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی رضا کی جگہ، یعنی جنت میں داخل کیا جائے گا، جہاں انہیں ہر نعمت بدرجہ اتم عطا کی جائے گی، اور بُرے لوگوں کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا جو اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا مقام ہے، جہاں انہیں سخت ترین عذاب دیا جائے گا۔ پھر انسان کی موت کو بھی موت آجائے گی اور انسان ہمیشہ کی زندگی گزارے گا۔

ان الابرار لفی نعیم وان الفجار لفی جحیم (انفطار: 13، 14) بے شک نیک لوگ بہشت میں ہیں اور بے شک گناہ گار دوزخ میں ہیں۔

عقیدہ آخرت کے سلسلے میں قرآن مجید نے منکرین کے جوابات و اعتراضات کے تسلی بخش جوابات عطا کئے ہیں، عقیدہ آخرت کے پوری انسانی زندگی پر بہت اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ مثلاً نیکی سے رغبت، بدی سے نفرت، بہادری و سرفروشی، صبر و تحمل مال خرچ کرنے کا جذبہ، احساس ذمہ داری، جرائم کی روک تھام، عاجزی و انکساری، قرب خداوندی، محبت خداوندی، سکون، قلب فتنہ و فساد کا خاتمہ، مثالی معاشرہ کی تشکیل وغیرہ۔

سوال نمبر 2: وجود باری تعالیٰ پر قرآن مجید کی روشنی میں دلائل دیجئے۔

### وجود باری تعالیٰ

### مخلوق بغیر کے خالق نہیں:

جب کسی بھی چیز کو غور و فکر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں تو ہمارا ذہن اس کو بنانے والے کی طرف جاتا ہے مثلاً مکان کو دیکھیں تو معمار کا تصور اور گھڑی کو دیکھیں تو گھڑی ساز کا تصور، کتاب کو دیکھیں تو کاتب کا تصور ذہن میں آتا ہے، کیونکہ کوئی انسان یہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ کائنات میں کوئی چیز بغیر کسی بنانے والے کے بن سکتی ہے۔ لہذا عقل انسانی غور و فکر کے بعد گواہی دیتی ہے کہ اتنا بڑا منظم و مربوط جہاں کسی بنانے والے کے بغیر خود بخود نہیں بن سکتا۔

### خالق ارض و سماء:

انسان کی صحیح سوچ اور غور و فکر انسان کو اس نتیجے پر پہنچاتی ہے کہ اس کائنات کا خالق موجود ہے، اور وہ فنا سے پاک ہے، جمعی تو یہ معرض وجود میں آئی اور تبھی تو یہ

کارخانہ قدرت رواں دواں ہے، لہذا اُس خالق کائنات کے وجود میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔ قرآن مجید اس کو یوں بیان کرتا ہے۔

افی اللہ شک فاطر السموات والارض (ابراہیم: 10) ترجمہ: کیا اللہ میں شبہ ہے جس نے آسمان اور زمین بنائے۔  
کائنات کا نظم و ضبط:

اس کائنات کے منظم و مربوط نظام کا ہر طرح کی خامی سے پاک ہونا اللہ تعالیٰ کے وجود کی بڑی نشانی ہے۔

”(وہی اللہ ہے) جس نے سات آسمان تہ بہ تہ پیدا کر دیئے تو (خدا نے) رحمن کی صنعت میں کوئی فتور نہ دیکھے گا۔ سو تو پھر نگاہ ڈال کر دیکھ لے تجھ کو کوئی خلل نظر آتا ہے پھر بار بار نگاہ ڈال کر دیکھ۔ تیری نگاہ تیرے پاس رد ہو کر، تھک کر لوٹ آئے گی۔“ (الملک: 3، 4)

(WRITTEN&COMPOSED BY PROF.MUHAMMAD ZAFARULLAH)

گردش شمس و قمر:

جب سے یہ کائنات وجود میں آئی ہے سورج و چاند کی گردش اور تبدیلی شب و روز جاری ہے اور اس نظام میں کوئی فرق نہیں آیا اور نہ ہی کوئی بے ترتیبی واقع ہوئی۔ چنانچہ کائنات پر گہری نگاہ ڈالنے کے بعد جو نظم و ضبط نظر آتا ہے وہ وجود خدا کی دلیل ہے، قرآن مجید نے اسی کو یوں بیان کیا ہے:

لا الشمس ينبغي لها ان تدرك القمر ولا الليل سابق النهار كل في فلك يسبحون (یسین: 40)

”نہ آفتاب کی مجال ہے کہ چاند کو جا پکڑے اور نہ رات دن سے پہلے آسکتی ہے اور سب ایک ایک دائرے میں تیر رہے ہیں۔“

اہل عقل کے لئے نشانیاں :

کائنات کا یہ نظم و ضبط اس بات کی روشن دلیل ہے کہ ایسی اعلیٰ و برتر ذات موجود ہے کہ جس نے کائنات میں یہ خوبصورت نظام پیدا کیا ہے اور اس میں عقل و دانش والوں کے لئے بہت سی واضح نشانیاں رکھی ہیں۔

ان فی خلق السموات والارض واختلاف الليل والنهار لایت لا ولی الباب (آل عمران: 190) ”بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات دن کے آنے جانے میں اہل عقل کے لئے نشانیاں ہیں“

کائنات کا مقرر انداز:

کائنات کی ہر چیز حتیٰ کہ بارش اور پانی کے قطرات، مٹی اور ریت کے ذرات بھی ایک خاص مقدار اور متعین اور اندازے کے ساتھ موجود ہے جو خالق کے وجود کی روشن دلیل ہے۔

انا کل شیء خلقناہ بقدر (القمر: 49) ترجمہ: ”ہم نے ہر چیز کو (ایک خاص) انداز سے پیدا کیا ہے۔“

اللہ کی کارگیری و حکمت:

رات، دن، سورج، چاند، ہوا، پانی، آگ، مٹی، آسمان، زمین، صحرا، گلستان، دریا، کوئل کی گونگ، مرغ چمن کا نالہ، جگنو کی چمک، کلیوں کی مہک، کہکشاؤں کی محفل، آسمان وزمین کے نظم و ضبط سے لے کر چیونٹی کی معجزانہ تخلیق تک ہر مخلوق میں اللہ تعالیٰ کی حکمت و کارگیری کی نشانیاں ہر جانب بکھری ہوئی ہیں۔

صنع الله الذى اتقن كل شیء (النمل: 88) ترجمہ: ”کارگیری اللہ ہی کی ہے جس نے ہر چیز کو مضبوط بنا رکھا ہے۔“

خالق حقیقی کون :

قرآن مجید وجود خدا کا انکار کرنے والوں کو دعوتِ فکر دیتا ہے۔ اگر ذرہ برابر غور و فکر سے کام لیں تو اور یہ سوچیں کہ کیا تمہارا اپنا وجود خود بخود پیدا ہو گیا ہے، کیا تم خود اپنے خالق ہو، کیا تم نے آسمان وزمین پیدا کئے ہیں؟

ام خلقوا من غیر شیء ام هم الخالقون ام خلقوا السموات والارض بل لا یوقنون (الطور: 35، 36)

”کیا یہ لوگ بغیر کسی کے (پیدا کئے) پیدا ہو گئے یا یہ خود (اپنے) خالق ہیں یا انہوں نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کر لیا۔ اصل یہ ہے کہ ان میں یقین ہی نہیں۔“

(WRITTEN&COMPOSED BY PROF.MUHAMMAD ZAFARULLAH)

فطرت انسانی کی صدا.....!

دیگر تمام مخلوقات کی طرح انسانی فطرت کی آواز بھی یہی ہے کہ خالق موجود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انسانی تاریخ کے مطالعہ سے مہذب سے مہذب اور وحشی سے وحشی ہر طرح کی قوموں میں قادر مطلق کی ذات کا اعتراف ملتا ہے۔ آثارِ قدیمہ کی تحقیقات سے یہ بات پوری طرح واضح اور ثابت ہو چکی ہے کہ دُنیا کے مختلف گوشوں میں بسنے والی وحشی اقوام بھی کسی نہ کسی شکل میں اللہ تعالیٰ کے وجود کی قائل تھیں اور یہی فطرت انسانی کی صدا ہے، جس پر اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا۔

”اللہ کی اس فطرت (کا اتباع کرو) جس پر اس نے انسانوں کو پیدا کیا ہے۔“ (الرؤم: 30)

وجود انسانی میں نشانیاں:

اگر آسمان وزمین کا نظام ”کائنات اکبر“ ہے تو وجود انسانی ”کائنات اصغر“ ہے۔ انسان کا وجود پیدائش سے موت تک، سر کے بالوں سے پاؤں کے ناخن تک اللہ تعالیٰ کے وجود کی نشانی ہے، بشرطیکہ غور و فکر سے کام لیا جائے۔

”اور زمین میں (بہت سی) نشانیاں ہیں یقین رکھنے والوں کے لئے اور خود تمہاری ذات میں بھی۔ تو کیا تمہیں دکھائی نہیں دیتا؟“ (الذاریت: 20، 21)

اگر وہ خدا ہوتے.....؟:

قرآن انسان کو احساس دلاتا ہے کہ اگر کائنات میں دو خدا ہوتے تو کائنات کا نظام ہرگز نہ چل سکتا کیونکہ ایک سے زیادہ خداؤں کی صورت میں اختلاف ناگزیر ہوتا، اگر ایک جھک جاتا تو جھکنے والا خدا نہیں ہو سکتا، اور دونوں ہم پلہ ہوتے تو ان میں باہم لڑائی ہوتی اور کائنات کا نظام تباہ ہو جاتا اور ایک لمحہ بھی نہ چل سکتا، جبکہ وجود خدا کے منکر بھی اس کائنات کے ہزار ہا نذر برس سے جاری و ساری رہنے کو تسلیم کرتے ہیں۔ معلوم ہوا اس کائنات کا خالق موجود ہے اور وہ اللہ ہے

”اگر ان دونوں (آسمان وزمین) میں علاوہ اللہ کے کئی معبود ہوتے تو ان دونوں (زمین و آسمان) میں فساد برپا ہو جاتا۔“ (الانبیاء: 22)

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا ”اللہ نے اپنے لئے بیٹا نہیں بنایا اور نہ ہی اُس کے ساتھ کوئی دوسرا معبود ہے، اگر ایسا ہوتا تو ہر معبود اپنی مخلوق لے کر چلا جاتا، اور بعض بعضوں پر دھاوا بول دیتے، اللہ ان تمام باتوں سے پاک ہے، جن کی نسبت اس کی طرف کی جاتی ہے“ (المومنون: 91)

تخلیقات خداوندی میں غور و فکر کی دعوت:

تخلیقات خداوندی میں غور و فکر کرنا انسان کو خالق کے وجود سے آشنا کرتا ہے۔ اسی لئے قرآن مجید نے بے شمار مقامات پر بار بار مرتبہ انسان کو تخلیقات خداوندی میں غور و فکر کرنے کی مختلف انداز میں دعوت دی ہے، اور غور و فکر کرنے والوں کی تعریف اور غور و فکر نہ کرنے والوں کی مذمت بیان کی ہے۔ درج ذیل قرآنی آیات سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے:

افلا تعلقون، افلا تبصرون، افلا ينظرون، افلا تفكرون ترجمہ: کیا تم عقل نہیں رکھتے، کیا تم دیکھتے نہیں، کیا تم غور و فکر نہیں کرتے۔

اہل جہنم فرشتوں کو جواب دیں گے:

وقالوا لو كنا نسمع او نعقل ما كنا في اصحاب السعير (الملک، 10) ”اور وہ کہیں گے کہ اگر ہم سنتے اور غور و فکر کرتے تو ہم جہنم والوں میں سے نہ ہوتے۔“

کیا انہوں نے ”اونٹ“ ”آسمانوں“ ”پہاڑوں“ اور ”زمین“ کو نہیں دیکھا؟:

افلا ينظرون الى الابل كيف خلقت والى السماء كيف رفعت والى الجبال كيف نصبت والى الارض كيف سطحت (الغاشیہ)

ترجمہ: ”کیا وہ اونٹ کی طرف نہیں دیکھتے، اُسے کیسا بنایا گیا ہے، اور کیا وہ آسمان کی طرف نہیں دیکھتے، اُسے کیسے اٹھایا گیا ہے،

اور کیا وہ پہاڑ کی طرف نہیں دیکھتے اُسے کیسا گاڑا گیا ہے، اور کیا وہ زمین کی طرف نہیں دیکھتے اُسے کیسا بچھایا گیا ہے۔“

”احسن تقویم“ وجود الہی کا واضح ثبوت:

لقد خلقنا الانسان في احسن تقویم (التین: 3) ترجمہ: ”بے شک ہم نے انسان کو عمدہ ترین تخلیق میں پیدا کیا ہے۔“

جانوروں میں سامانِ عبرت:

اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات اور اس میں موجود چیزوں کو انسان کی خدمت میں لگا رکھا ہے اور ساتھ ساتھ ان میں انسان کے لئے عبرت و نصیحت کا سامان بھی

رکھا۔ اگر اللہ تعالیٰ انسان کا رزق بند کر دے تو کوئی اس کو رزق نہیں دے سکتا۔

وان لكم في الانعام لعبرة نسفيكم مما في بطونها ولكم فيها منافع كثيرة و منها تاكلون ..... (المومنون: 21)

”اور تمہارے لئے جانوروں میں عبرت ہے ہم تمہیں انکے پیٹ سے دودھ پلاتے ہیں اور ان میں تمہارے لئے فائدے ہیں اور تم ان کا گوشت بھی کھاتے ہو“

وجود انسانی وجود خدا کا محتاج:

كيف تكفرون بالله و كنتم امواتا فاحياكم ثم يميتكم ثم يحييكم ثم اليه ترجعون (البقرة: 28)

ترجمہ: ”اور تم کیسے اللہ (کے وجود) کا انکار کرو گے، حالانکہ تم مردہ تھے (تمہارا وجود تک نہ تھا) اُسی نے تمہیں (پہلی بار) زندگی دی، پھر وہ تمہیں موت

دے گا، پھر وہ تمہیں زندہ کرے گا، پھر تم سب کو اُسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔“

قرآن، سائنس اور وجودِ الہی کی نشانیاں:

بالآخر ماہر طبیعیات ”لارڈ کیلون“ کو کہنا پڑا: ”آپ کائنات میں جتنا زیادہ غور و فکر کریں گے، اتنا ہی سائنس آپ کو خدا کے ماننے پر مجبور کرے گی“ اور یہی قرآن

مجید کا پیغام ہے۔

چند مثالیں درج ذیل ہیں:

☆ قرآن نے کہا کہ اللہ نے ہر چیز کو جوڑا جوڑا بنایا۔ سائنس نے تصدیق کی کہ ہر چیز میں نر اور مادہ موجود ہے حتیٰ کہ الیکٹران اور پروٹان بھی اسی کی صورت ہے

☆ قرآن نے کہا خالق نے انسان کی ابتدا مٹی سے کی، سائنس نے اقرار کیا کہ انسان واقعتاً مٹی سے پیدا کیا گیا، کیونکہ ان دونوں کے بنیادی عناصر ایک ہیں۔

☆ قرآن نے کہا کہ خالق نے اس کائنات کو ایک ہی مرتبہ پیدا کیا، آسمان کو الگ الگ کیا، سائنس نے ڈارون کا نظریہ ارتقاء چھوڑ کر ”بگ بینگ“ (Big bang

theory) کا نظریہ تسلیم کیا۔ (WRITTEN&COMPOSED BY PROF.MUHAMMAD ZAFARULLAH)

اسلاف اور علماء اُمت کے اقوال کی روشنی میں:

☆..... حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ لاتعداد انسانی چہروں کا مختلف ہونا قدرتِ خداوندی اور وجودِ خداوندی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

☆..... امام مالکؒ کے بقول زبانوں اور آوازوں کا مختلف ہونا اللہ تعالیٰ کے وجود کا ثبوت ہے۔

☆..... امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ ایک اندھ بھی اللہ تعالیٰ کے وجود کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہے کہ وہ خالق کائنات کس قدرت کے ساتھ ایک زندہ سے مردہ کو

پیدا کرتا ہے اور پھر ایک مردہ سے زندہ چیز کو پیدا کرتا ہے۔

انسانی ”عقل سلیم“ فیصلہ کرتی ہے.....!

حرکتِ طبعی کے لئے کوئی محرک ہونا ضروری ہے۔ فانی چیز کے وجود اور پیدائش کے لئے کسی غیر فانی اور لازم ذات کا ہونا بھی لازم ہے۔ گھڑی، مکان، باغ،

خود نہ بن سکتے ہیں نہ چل سکتے ہیں۔

کائنات کی ہر چیز وجودِ خدا کی نشانی:

وللہ المشرق والمغرب فاینما تولوا فثم وجہ اللہ (البقرة: 110)

ترجمہ: ”اور مشرق و مغرب (میں سب کچھ) اللہ کے لئے ہی ہے، تم جہاں کا رخ بھی کرو گے اللہ (کے وجود) کو پاؤ گے۔“

حاصل کلام :

بہر کیف! مذکورہ بالا تمام دلائل قرآنیہ سے یہی ثبوت ملتا ہے کہ اس کائنات کا بنانے والا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے، اور وہی وحدہ لا شریک ہے، سب سے برتر و اعلیٰ ہے، ہر

چیز کا وجود اُسی کے وجود کی نشانی ہے، سب اُسی کے محتاج ہیں، وہ کسی کا محتاج نہیں۔ اسی طرح انسانی عقل اور فطرت کی آواز اور سائنس کی صدا بھی یہی ہے کہ وہ خالقِ ہستی موجود

ہے، اور اس کا کوئی شریک نہیں، اُس کا انکار اپنی ذات کے انکار سے بڑھ کر عجیب کام ہوگا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

سوال نمبر 3: عقیدہ توحید کا معنی و مفہوم اقسام اور اہمیت بیان کیجئے۔ (یا) تمام انبیاء کا مشترکہ موضوع تبلیغ کیا تھا؟ (یا) قرآن وحدیث کی روشنی میں توحید کی وضاحت کیجئے۔

توحید کا لغوی معنی:

توحید کا لفظ ”و، ح، د“ سے بنا ہے، جس کے لغوی معنی ایک ماننا، یکتا جاننا، تہا تسلیم کرنا، بے مثل جاننا، واحد ماننا وغیرہ کے ہیں۔

توحید کا اصطلاحی معنی:

دین کی اصطلاح میں اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کی ذات، صفات اور عبادات میں اکیلا اور یکتا ماننا، اور اللہ تعالیٰ کے سب سے برتر و اعلیٰ اور ساری

کائنات کے خالق و مالک ہونے پر ایمان لانا اور صرف اُسی کو عبادت کے لائق سمجھنا۔

عقیدہ توحید کی تفصیل یہ ہے اللہ تعالیٰ کو اس ذات، صفات میں اور صفات کے تقاضوں میں یکتا اور اکیلا ماننا۔ توحید کی تین اقسام ہیں۔

### (1) توحید فی الذات (ذات میں یکتائی):

ذات میں یکتائی کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ کی ذات اور حقیقت میں کوئی دوسرا فرد حصہ دار نہیں، لہذا نہ کوئی اس کے برابر اور ہمسر ہے اور نہ ہی اس کا کوئی باپ اور اولاد ہے کیونکہ باپ اور اولاد کی حقیقت ایک ہی ہوتی ہے۔ جب اللہ کی حقیقت میں کوئی شریک نہیں تو نہ اللہ کسی بیٹا، بیٹی ہے اور نہ اس کا کوئی بیٹا، بیٹی ہے۔

ارشاد خداوندی ہے: قل هو الله احد الله الصمد لم يلد ولم يولد ولم يكن له كفوا احد

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ وہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور نہ کوئی اس کے برابر کا ہے۔

### (2) صفات کی یکتائی (توحید فی الصفات):

صفات باری تعالیٰ میں یکتائی کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسی صفات کا مالک ہے جو کسی اور فرد میں نہیں پائی جاسکتیں۔ وہ اپنے علم، ارادہ، قدرت، سمع، بصر ہر صفت میں یکتا اور بے مثل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے تمام صفاتی اسماء اللہ کی صفات ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی تمام تر صفات مبارکہ اس کی اپنی ذاتی ہیں کسی کی عطا کردہ نہیں۔ اللہ کی تمام صفات دائمی وابدی ہیں۔ اس کی تمام صفات کامل ہیں جب کہ مخلوق کی صفات اللہ کی عطا کردہ ہوتی ہیں مگر عارضی اور ناقص ہوتی ہیں۔

ارشاد خداوندی ہے: لیس کمثله شئی ”کوئی چیز اس کی مثال نہیں“ (الشوریٰ: 11)

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا: لا اله الا هو الحي القيوم ”اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ زندہ رہنے والا قائم رہنے والا ہے“ (البقرہ)

### (3) توحید فی العبادات (صفات کے تقاضوں میں یکتائی):

صفات کے تقاضوں میں یکتائی کا مفہوم یہ ہے کہ جب تمام صفات عالیہ، کاملہ، جلیلہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ میں موجود ہیں تو تمام مخلوق پر لازم ہے کہ اُن صفات کے پیش نظر اُسی ذات اقدس سے رجوع کرے۔ مثلاً رزق صرف اُسی سے مانگے کیونکہ وہی رزق عطا کرنے والا ہے، عبادت صرف اُسی کی کرے، کیونکہ صرف وہی سجدے کا مستحق ہے، زندگی، صحت، عزت، بخشش، اولاد، کامیابی، مدد سب کچھ اس سے مانگے، کیونکہ وہی سب چیزوں کا تہما مالک ہے اور اس طرح کے تمام تقاضوں میں اُسی ذات اقدس کو یکتا و بے مثل مانے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے۔

ارشاد خداوندی ہے: ”تم صرف اسی کی عبادت کیا کرو“ (الاسراء: 23)

ایک اور مقام پر ارشاد ہے: ”حکم صرف اللہ کے لئے ہے“ (یوسف: 40)

”ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں“ (الفتح: 4)

### عقیدہ توحید کی ضرورت و اہمیت

اسلامی عقائد میں سب سے پہلا عقیدہ توحید ہی ہے۔

### ۱۔ تمام عقائد کی بنیاد:

عقیدہ توحید تمام عقائد کی بنیاد ہے، کیونکہ تمام عقائد کو ماننے کا حکم اللہ تعالیٰ نے ہی دیا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ہر مقام پر عقیدہ توحید کو ہی سب سے پہلے بیان کیا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات خالق ہے، اور باقی سب مخلوق ہیں۔

”اور لیکن بڑی نیکی تو یہ ہے کہ جو ایمان لائے اللہ پر اور آخرت کے دن پر اور فرشتوں پر اور کتابوں پر اور پیغمبروں پر۔“

### ۲۔ ایک تہائی قرآن توحید پر مشتمل:

قرآن مجید میں جن موضوعات کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے عقیدہ توحید ان میں سے بھی سب سے زیادہ اہم ہے۔ قرآن مجید کے تین بڑے موضوعات یہ ہیں: توحید، رسالت اور آخرت۔ گویا کہ قرآن مجید کے نزول کا سب سے بڑا مقصد انسانوں کو اللہ تعالیٰ کی توحید کی تعلیم دینا ہے۔ مفسر قرآن عبد اللہ بن عباسؓ کا قول ہے کہ قرآن کا ایک تہائی حصہ توحید پر مشتمل ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لئے دُنیا میں انبیاء کرام علیہم السلام کو مبعوث فرمایا ہے۔ چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت خاتم الانبیاء ﷺ

تک ہر نبی اور رسول کی دعوت کا سب سے بڑا اور بنیادی نکتہ بھی لوگوں کو توحید کی دعوت دینا اور شرک و کفر سے منع کرنا تھا۔ انہوں نے انسانوں کو بتایا کہ کائنات کی تمام اشیاء اللہ تعالیٰ ہی کی مخلوق ہیں اور سبھی اس کے عاجز بندے ہیں۔ اس لئے صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کرنی چاہئے اور اُسی کے احکام کو ماننا چاہئے۔

۳۔ ایمان کا اہم ترین شعبہ:

”عن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ الايمان بضع وسبعون شعبة فا فضلها قول لا اله الا الله“ (متفق علیہ)

ترجمہ: ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”ایمان کی ستر سے زیادہ شائیں ہیں ان سب میں سب سے بہتر اس بات کا اقرار کرنا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔“

۴۔ جنت کی چابی: ارشاد نبوی ﷺ ہے ”جنت کی چابی لا اله الا اللہ کی گواہی دینا ہے۔“

۵۔ جنت کی بشارت:

حدیث میں ہے ”جو شخص ایسی حالت میں اللہ تعالیٰ سے ملے کہ اُس نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا تھا تو اُس کے لئے جنت واجب ہے۔“ ایک اور مقام پر آپؐ نے فرمایا ہے کہ ”جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور مجھے یہ خوشخبری سنائی کہ میری اُمت میں جو شخص اس حالت میں فوت ہو کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا تھا تو وہ شخص جنت میں داخل ہوگا۔“

عثمانؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا ”جو شخص اس حال میں فوت ہو کہ وہ جانتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو وہ جنت میں داخل ہو گیا۔“

۷۔ افضل ذکر: حدیث میں آتا ہے ”افضل ذکر لا اله الا اللہ ہے۔“

۸۔ اللہ تعالیٰ کا بندوں پر حق:

حضرت معاذؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ بے شک بندوں پر اللہ کا حق یہ ہے کہ وہ صرف اُسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔ اور بندوں کا اللہ پر حق یہ ہے کہ جو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے اُسے عذاب نہ دے۔ (متفق علیہ)

۹۔ توحید کا انکار جہنم کا راستہ:

جو اس حالت میں فوت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہراتا تھا تو وہ آگ میں داخل ہوگا۔

☆☆☆☆☆

سوال نمبر 4: شرک کا معنی و مفہوم، اقسام، مذمت اور اثرات بیان کیجئے۔

شرک کا لغوی معنی:

شرک کا لفظ شُرکۃ اور اشتراک سے اسم ہے جس کے معنی ”حصہ داری اور ساتھ پن کے ہیں“

اصطلاحی معنی:

اللہ کی ذات، صفات اور صفات کے تقاضوں میں کسی اور کو حصہ دار سمجھنا شرک کہلاتا ہے۔

(WRITTEN&COMPOSED BY PROF.MUHAMMAD ZAFARULLAH)

شرک کی ابتدا:

دُنیا کے پہلے انسان اور نبی سیدنا حضرت آدم علیہ السلام تھے۔ آپؑ نے اپنی تمام اولاد کو توحید خداوندی کی تعلیم دی۔ اسی طرح ہر نبی اور رسول اپنی اُمت کو یہی تعلیم دیتا رہا، مگر جب انسان دُنیا میں پھیل گئے تو لوگوں نے دو بنیادی وجوہات کی وجہ سے شرک کا ارتکاب کیا۔

شرک کی وجوہات:

☆..... انسانوں نے جس چیز کو بیعت ناک دیکھا اُس سے ایسے خوفزدہ ہوئے کہ اُسے خدا اور دیوتا بنالیا، چنانچہ انہوں نے ڈر اور خوف کی وجہ سے آگ کا دیوتا، سمندر کا دیوتا اور آندھیوں کے دیوتا وغیرہ گھڑ لئے۔

☆ دوسری طرف جن چیزوں کو نفع بخش اور فائدہ مند محسوس کیا انہیں بھی خدا مان کر اُن کی بھی پوجا پاٹ شروع کر دی۔ گائے کی پوجا اسی وجہ سے شروع ہوئی۔

قرآن و سنت سے معلوم ہوتا ہے کہ کائنات میں سب سے پہلے شرک نوح علیہ السلام کے زمانے میں شروع ہوا۔ آپ علیہ السلام کے پانچ بڑے بیٹوں یعنی وُد، سواع، یعوق، یغوث، نسر کی پرستش کی جاتی تھی۔ ان میں وُد جو کہ حضرت شیث علیہ السلام تھے اور اللہ تعالیٰ کے نبی تھے، لوگوں نے ان کو معبود مان کر ان کی پوجا شروع کر دی تھی



اسی طرح عربوں میں بُت پرستی کا بانی ”عمرو بن لُحی“ نامی شخص ہے، جس نے سب سے پہلے ملک شام سے ہُبل نامی بت خرید کر مکہ مکرمہ کے لوگوں کو اس کی عبادت کی دعوت دی تھی۔ آپ نے اس آدمی کے بارے میں فرمایا کہ میں نے اس کو جہنم میں دیکھا ہے، وہ اپنی آنتوں کو گھسیٹتا پھر رہا ہے۔

### شرک کی بنیادی اقسام

توحید کی طرح شرک کی بھی تین بنیادی اقسام ہیں۔

(1) شرک فی الذات یعنی ذات میں شرک: ذات میں شرک کی دو بنیادی صورتیں ہیں:

☆..... اللہ تعالیٰ کی حقیقت میں کسی کو شریک کرنا، جیسے اللہ تعالیٰ کی طرح کسی دوسرے کو بھی خدا ماننا اور اس کے برابر سمجھنا، جیسے دو یا تین خدا ماننا۔ دو خدا ماننا زرتشت ازم والوں کا مذہب ہے، جو خیر کا خدا اور شر کا خدا مانتے ہیں۔ یزداں اور اہرمٰن۔ اسے ”شویت“ کہا جاتا ہے۔ تین خدا ماننا، عیسائیت کا عقیدہ ہے۔ انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا کے مطابق دُنیاۓ عیسائیت کے دو فرقوں کیتھولک اور پروٹسٹنٹ کے نزدیک تین خدا الگ الگ بھی خدا ہیں اور تین مل کر بھی ایک خدا ہیں، یعنی اللہ تعالیٰ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت جبرئیل علیہ السلام یا حضرت مریم۔ اس عقیدہ کو ”تثلیث“ کہا جاتا ہے۔

☆..... شرک فی الذات کی دوسری قسم ”اللہ تعالیٰ کا نسب“ ماننا ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کو کسی کی اولاد ماننا یا اللہ تعالیٰ کی کوئی اولاد ماننا (معاذ اللہ) جیسے عیسائیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو، یہودیت میں حضرت عزیر علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا مانا گیا ہے۔ اسی طرح مشرکین مکہ فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں اور جنات کو بھی اللہ تعالیٰ کی اولاد مانتے تھے۔ یہ سب شرک فی الذات کی صورتیں ہیں، کیونکہ باپ اور بیٹے کی حقیقت ایک ہوتی ہے، جو صفات باپ میں ہوں گی وہ بیٹے میں بھی ہوں گی، لہذا اس طرح یہ کبھی نہ ختم ہونے والا سلسلہ نسب شروع ہو جائے گا۔

”نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور نہ کوئی اس کے برابر کا ہے“ (سورۃ الاخلاص)

(2) شرک فی الصفات یعنی صفات میں شرک:

اس کا معنی مفہوم یہ کہ اللہ تعالیٰ جن صفات کاملہ کا مالک ہے وہ صفات کاملہ کسی دوسرے میں ماننا۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کی طرح کسی کا علم، قدرت، ارادہ، اختیار وغیرہ ماننا، کسی دوسرے کو ازلی (جو ہمیشہ سے ہو) اور ابدی (جو ہمیشہ رہنے والا ہو) ماننا، اللہ تعالیٰ کی طرح اولاد، رزق، صحت، وسعت، مدد، بخشش وغیرہ عطا کرنے والا ماننا یا ثابت کرنا۔ یہ سب شرک فی الصفات میں داخل ہے۔

ارشادِ خداوندی ہے: لیس کمثلہ شیء..... (الشوریٰ: 11) ترجمہ: کوئی چیز اس کی مثل نہیں (اس جیسی صفات کسی میں نہیں)

(3) صفات کے تقاضوں میں شرک: شرک فی العبادات یعنی عبادات میں شرک۔ اسی طرح شرک فی الافعال یا شرک فی الاعمال یعنی اللہ تعالیٰ کے

کاموں میں کسی کو شریک کرنا اور شرک فی الاستعانت، یعنی اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور سے مدد مانگنا بھی تیسری بنیادی قسم میں شامل ہیں اور اس تیسری قسم کا مشہور نام ”صفات کے تقاضوں میں شرک“ ہے۔

عبادت کا مستحق:

اللہ تعالیٰ کی صفات عالیہ کا تقاضا یہ ہے کہ صرف اُسی کی عبادت کی جائے۔ صرف اُسی کو حقیقی اطاعت و محبت کا مستحق مانا جائے۔

تم صرف اُسی کی عبادت کیا کرو۔

”اور تمہارا معبود ایک معبود ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔“

الاعبدوا الاياه..... (سورۃ الاسراء: 23)

والہکم الہ واحد..... (سورۃ البقرۃ: 123)

ہر مسلمان ان تمام باتوں کا اقرار یوں کرتا ہے:

ایاک نعبد و ایاک نستعین..... (الفاتحہ)

ترجمہ: ”ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں“

(WRITTEN&COMPOSED BY PROF.MUHAMMAD ZAFARULLAH)

شکر کی حقیقی صورت:

اسی معبود واحد کا حق ہے کہ زبان سے شکر کے ساتھ ساتھ اپنی عبادت و بندگی کا رخ صرف اسی کی طرف پھیر کر شکر کی حقیقی صورت اپنانے کی کوشش کی جائے، اور غیر اللہ کی عبادت و بندگی کا اپنی عملی زندگی میں کوئی شائبہ تک نہ رہنے دیا جائے۔

اقتدار اعلیٰ کا مالک حقیقی:

اس بات کا یقین رکھا جائے کہ اقتدار اعلیٰ اُسی کے قبضہ قدرت میں ہے اور اس کے قوانین پر عمل کرنا ضروری ہے اور اس کے قوانین کے مقابلے میں کسی کا کوئی قانون کوئی

حیثیت نہیں رکھتا۔

ارشادِ خداوندی ہے: ان الحکم الا للہ..... (سورۃ یوسف: 70) ترجمہ: ”حکم صرف اللہ کے لئے ہے“  
عملی زندگی میں شرک کی مثالیں:

جس طرح پتھر یا لکڑی کے بتوں کی پوجا کرنا شرک ہے اسی طرح ہر چھوٹی بڑی حاجت کو پورا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو پکارنا اور اس کا قرب حاصل کرنے کی کوشش کرنا بھی شرک ہے۔ توحید کے زبانی دعوے کے ساتھ ساتھ عملی زندگی میں اولاد، صحت، عزت، کامیابی، رزق و معاش، مسائل اور پریشانیوں کا حل، نفع کا حصول اور نقصان سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے ہی رجوع کرنا ضروری ہے، کیونکہ اس طرح کے کاموں کے لئے اللہ تعالیٰ کا دربار چھوڑ کر کسی اور کی طرف امید، عاجزی اور یقین کو مبذول کر دینا بھی شرک ہی کی صورتیں ہیں:

امن هذا الذی یوزقکم..... (سورۃ الملک: 21) ترجمہ: ”بھلا وہ کون ہے جو روزی دے تم کو اگر اللہ اپنی روزی بند کر دے“  
انسان کی کمزوری کا بیان:

قرآن مجید کا ارشاد ہے: واتخذوا..... (یسین: 80، 83) ترجمہ: ”اور وہ اللہ کے علاوہ کسی اور کو حاکم بناتے ہیں شاید کہ وہ ان کی مدد کر سکیں، حالانکہ وہ ان کی مدد نہ کر سکیں گے اور وہ ان کے حق میں ایک فریق بنا کر پیش کر دیئے جائیں گے۔“

### شرک کی مذمت قرآن کی روشنی میں

قرآن میں بہت سے مقامات پر شرک کی مذمت اور بُرائی بیان کر کے انسانوں کے اس سے بچنے کا حکم دیا گیا ہے۔ چند مقامات ملاحظہ ہوں۔  
(1) ظلم عظیم:

قرآن مجید نے شرک کو سب سے بڑا اور بھاری گناہ قرار دیا ہے:

ان الشرک لظلم عظیم..... (سورۃ لقمان: 13) ترجمہ: ”بے شک شرک بہت بڑا (بھاری) ظلم ہے“  
(2) ناقابل معافی جرم:

اللہ تعالیٰ کی ذات رحمن و رحیم ہے، بندوں کے اکثر گناہوں کو معاف کرنا اور ان کی پردہ پوشی کرنا اُسے محبوب ہے، لیکن شرک و کفر ایسا سخت ترین گناہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسے کبھی نہ معاف کرنے کا اعلان اور وعدہ دُنیا میں ہی فرما دیا ہے:

”بیشک اللہ اس بات کو معاف نہیں کرے گا کہ اُس کے ساتھ کسی کو شریک کیا جائے اور اللہ اس کے علاوہ جسے چاہے گا معاف کر دے گا“ (سورۃ النساء: 116)  
(3) جنت سے محرومی:

شرک گناہِ عظیم ہے اور اس گناہ کا مرتکب بغیر توبہ کے فوت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت کو حرام کر دے گا۔ قرآن مجید واضح الفاظ میں فیصلہ سُنا تا ہے  
”بے شک جس نے اللہ کا شریک بنایا تو اللہ نے اُس پر جنت حرام کر دی اور اُس کا ٹھکانہ جہنم ہے“ (سورۃ المائدہ: 72)

(4) اعمال کا ضائع ہونا: (WRITTEN&COMPOSED BY PROF. MUHAMMAD ZAFARULLAH)

شرک سے تمام نیک اعمال ضائع ہو جاتے ہیں جیسے زہر کھالینے سے ایک صحت مند اور توانا انسان بھی ہلاک ہو جاتا ہے اسی طرح شرک بھی تمام نیک اعمال کو ضائع کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایک مقام پر انسانوں کو شرک کا نقصان سمجھانے کے لئے اٹھارہ انبیاء کرام علیہم السلام کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا۔  
ولو اشرکوا

لحبط عنهم ما کونوا یعملون..... (سورۃ انعام)

ترجمہ: اور اگر وہ سب بھی شرک کرتے تو جو کچھ یہ (نیک) کام کیا کرتے تھے سب اکارت ہو جاتے“

(5) ناپاک لوگوں کا فعل:

شرک انسان کو اخلاقی اور روحانی طور پر ناپاک بنا دیتا ہے اور انسان کو اس سے بچنے کی نصیحت کرتا ہے:

یا ایہا الذین امنوا انما المشرکون نجس ”اے ایمان والو! بے شک مشرک ناپاک ہیں“ (سورۃ التوبہ: 28)

(6) عذاب یافتہ لوگ:

قرآن مجید شرک کرنے والوں کو عذاب یافتہ لوگ قرار دیتا ہے اور انسان کو اس سے بچنے کی نصیحت کرتا ہے۔

(سورة الشعراء: 213)

”پس تُو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہ پکار کہ تُو عذاب والوں میں سے ہو جائے گا“

(7) آسمان سے گرنے کے مترادف:

اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا اپنے آپ کو دو جہان کی ذلت و خواری، ندامت و شرمندگی کے گڑھے میں گرانے کے مترادف ہے۔  
انہ من یشرک باللہ فکانما خر من السماء (القرآن) ”جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا گو یا وہ آسمان سے نیچے گر پڑا“  
شرک کی مذمت احادیث مبارکہ کی روشنی میں

(1) سب سے بڑا گناہ:

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسولؐ سب سے بڑا گناہ کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا:  
ان تجعل لله ندا وهو خلقك (الحديث) ترجمہ: ”تُو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرائے، حالانکہ اُس نے تجھے پیدا کیا ہے۔“  
(2) ایک صحابیؓ کو نصیحت:

سیدنا معاذؓ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہؐ نے دس باتوں کی نصیحت فرمائی جن میں سے پہلی بات یہ تھی کہ  
لا تشرك بالله وان قتلت او حرقت (الحديث)

ترجمہ: ”اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اگرچہ تمہیں قتل کر دیا جائے یا جلادیا جائے۔“

(3) رحمت سے محرومی کا سبب:

آپؐ نے فرمایا: کہ بندے پر اللہ تعالیٰ کی رحمت رہتی ہے جب تک ”حجاب“ نہ ہو۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: ”حجاب کیا چیز ہے؟“ آپؐ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا۔“

(4) مغفرت کی بنیادی شرط:

ایک اور مقام پر آپؐ نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ”اگر آدم کا بیٹا اتنے گناہ کرے کہ وہ آسمان کے قریب پہنچ جائیں یا زمین کو بھر دیں تو پھر مجھے پکارے تو میں معاف کر دوں گا، بشرطیکہ شرک کر کے میرے پاس نہ آیا ہو۔“

☆☆☆☆☆☆☆☆

(Important Question)

سوال نمبر 5: عقیدہ توحید کے انسانی زندگی پر اثرات بیان کیجئے۔

عقیدہ کا معنی و مفہوم: عقیدہ کے معنی ”باندھی ہوئی اور گرہ لگائی ہوئی چیز“ کے ہیں۔ اصلاح میں اس سے مراد انسان کے پختہ اور اٹل نظریات ہیں، یہی عقائد و افکار انسان کے دل و دماغ پر حکمرانی کرتے ہیں، انسان کا ہر کام انہی کے تحت ہوتا ہے اور یہی اس کے اعمال کے محرک بھی ہوتے ہیں۔

(WRITTEN&COMPOSED BY PROF.MUHAMMAD ZAFARULLAH)

توحید کا معنی و مفہوم:

دین کی اصطلاح میں اس سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو وحدہ لا شریک ماننا، یعنی اللہ کو اس کی ذات، صفات اور عبادات میں اکیلا اور یکتا ماننا، اور اللہ تعالیٰ کے سب سے بڑے و اعلیٰ اور ساری کائنات کے خالق و مالک ہونے پر ایمان لانا اور صرف اُسی کو عبادت کے لائق سمجھنا۔

عقیدہ توحید کے انسانی زندگی پر اثرات

اگر عقیدہ توحید پر ایمان کامل ہو تو اس عقیدہ سے انسان کے فکر و عمل اور شخصیت میں نمایاں اور انقلابی تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں۔ جن میں سے چند درج ذیل ہیں۔

(1) عزت نفس:

عقیدہ توحید انسان کو عزت نفس عطا کرتا ہے۔ جب انسان اللہ تعالیٰ کو اپنا خالق اور معبود واحد مان کر اُس کے سامنے سجدہ ریز ہو جاتا ہے اور اس کا اطاعت شعار بندہ بن جاتا ہے تو وہ دوسروں کی بندگی چھوڑ دیتا ہے۔ یوں اب اس کی پیشانی انسانوں یا پتھر کی بے جان مورتیوں کے سامنے جھکنے کی ذلت سے محفوظ ہو جاتی ہے

لا تسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا لله الذی خلقھن (حم السجده: 38) ”سورج اور چاند کو سجدہ نہ کرو بلکہ اس کو سجدہ کرو جس نے انہیں پیدا کیا۔“

یہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے  
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات

(2) انکسار:

تواضع وانکسار کا مطلب ہے خود کو دوسروں سے چھوٹا سمجھنا، یعنی کسی نعمت پر ذاتی کمال جتلانے کی بجائے اُسے اللہ تعالیٰ کی عطا سمجھنا اور خود کو اللہ تعالیٰ کا محتاج بندہ سمجھنا، کیونکہ انسان جب یہ یقین کر لیتا ہے کہ اس کا خالق و مالک اللہ ہے، وہی سب کچھ عطا کرنے والا ہے، جو خدا تعالیٰ عطا کرنے پر قادر ہے وہ چھین لینے پر بھی قادر ہے، لہذا بندے کے لئے تکبر و غرور کی کوئی گنجائش نہیں۔

آنحضرتؐ کا اسوہ حسنہ اس سلسلے میں بہترین نمونہ عمل ہے۔ کہ مقام عظیم پر فائز ہونے کے باوجود حیات مبارکہ عاجزی وانکساری سے عبارت ہے۔

وَعِبَادُ الرَّحْمَنِ الَّذِينَ يَمْشُونَ عَلَى الْأَرْضِ هَوْنًا (سورة الفرقان: 83) ”اور رُحْمٰن کے بندے تو وہ ہیں جو زمین پر عاجزی سے چلتے ہیں۔“

دوسری جگہ ارشاد فرمایا ترجمہ: ”بادشاہتوں کے مالک اللہ تو جسے چاہتا ہے بادشاہت عطا کرتا ہے اور جس سے چاہتا ہے بادشاہت لے لیتا ہے اور جسے چاہتا ہے عزت عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلت عطا کرتا ہے، تمام خیر کے خزانے تیرے قبضہ میں ہیں۔“

(3) وسعت نظر:

عقیدہ توحید پر ایمان کی وجہ سے انسان تمام مخلوقات کو اللہ تعالیٰ کی ہی مخلوق سمجھتا ہے اور یہ سوچتا ہے کہ مخلوقات خداوندی کو فائدہ اور بھلائی پہنچانے سے اللہ تعالیٰ راضی ہوگا۔ یوں اس عقیدے کے نتیجے میں مومن کی ہمدردی، محبت اور خدمت عالمگیر ہو جاتی ہے۔ یہی وجہ کہ آنحضرتؐ کی محبت و رحمت ہر ایک کے لئے عام تھی۔

وَاحْسَنُ كَمَا أَحْسَنَ اللَّهُ إِلَيْكَ (سورة القصص: 66) اور دوسروں کے ساتھ بھلائی کر جیسا کہ اللہ نے تیرے ساتھ بھلائی کی ہے۔“

وَسَخَّرَ لَكُم مَّا فِی السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ..... (سورة الجاثیہ) ”آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے اس نے تمہارے لئے مسخر کر دیا ہے۔“

(4) استقامت و بہادری:

عقیدہ توحید پر ایمان کامل رکھنے والا بہادر اور ثابت قدم ہوتا ہے، کیونکہ وہ جانتا ہے ہر چیز اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے اور اس کی محتاج ہے، وہ سب پر غالب ہے، مومن صرف اللہ تعالیٰ کے سامنے ہی جھکتا ہے اور اُسی سے ڈرتا ہے۔ وہ استقامت و بہادری کی تصویر بن کر وقت کے بڑے بڑے فرعون کے خوف کو دل سے نکال دیتا ہے، خواہ بدرواُحد کی لڑائی ہو یا جنین و خندق کا معرکہ وہ ہر جگہ حق و صداقت کا پرچم بلند رکھتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ (سورة الاحقاف: 13)

ترجمہ: ”بے شک جن لوگوں نے کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے پھر اُس پر ثابت قدم رہے تو ان پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمزدہ ہوں گے۔“

(5) رجائیت و امید: (WRITTEN&COMPOSED BY PROF.MUHAMMAD ZAFARULLAH)

عقیدہ توحید کا ماننے والا کبھی مایوس نہیں ہوتا، کیونکہ وہ جانتا ہے کہ میرا رب ہر حالت میں، اور ہر جگہ میری مدد کر سکتا ہے، وہ میری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے اور کوئی اس سے بڑھ کر بھی نہیں ہے، لہذا وہ ہر وقت اور ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید لگائے رکھتا ہے۔

لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ (القرآن) ترجمہ: ”اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں۔“

(6) اطمینان قلب:

عقیدہ توحید انسان کو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ اس کی عبادت اور بندگی کی طرف راغب کرتا ہے اور اس کے دل کو ہر لمحہ یاد الہی میں مشغول رکھتا ہے، چنانچہ انسان جتنا دل کو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ کرتا ہے اُس کے دل کو اتنا ہی اطمینان نصیب ہوتا ہے۔

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ..... ترجمہ: ”آگاہ رہو! دلوں کو اطمینان اللہ کی یاد سے ملتا ہے۔“

(7) پرہیز گاری:

عقیدہ توحید سے انسان کے دل میں پرہیز گاری پیدا ہوتی ہے، کیونکہ عقیدہ توحید کا ماننے والا ایمان رکھتا ہے کہ میرا رب میری تمام پوشیدہ اور ظاہر باتوں کو جانتا ہے، میں لوگوں سے تو چھپ کر گناہ کر سکتا ہوں، لیکن اپنے خالق و مالک پروردگار سے نہیں چھپ سکتا۔

”بے شک وہ تو دلوں کی پوشیدہ باتوں کو بھی جاننے والا ہے“ (القرآن)

”تم جہاں کہیں بھی جاؤ گے اللہ کو پاؤ گے“ (القرآن)

لہذا مومن اپنے آپ کو گناہوں سے بچا کر اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی والے اعمال میں دل لگانے کی کوشش کرتا ہے۔

ان اکرمکم عند اللہ اتقکم (الحجرات: 13) ”بے شک تم میں سے اللہ کے نزدیک زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہے۔“

(8) عالمی امن کا قیام:

عقیدہ توحید عالمی امن و امان کا ضامن عقیدہ ہے، کیونکہ یہ زمین اور ساری کائنات اللہ تعالیٰ کی ہے اور اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ اس کی زمین میں فتنہ و فساد نہ پھیلے۔ اسی لئے اُس رب نے زمین میں فساد پھیلانے والوں کو ناپسند قرار دیا ہے اور نقصان اٹھانے والا قرار دیا ہے۔  
”اور وہ زمین میں فساد پھیلاتے ہیں، یہی لوگ خسارہ اٹھانے والے ہیں“ (البقرہ)  
اور تمام انسانیت اور بالخصوص ایمان والوں کو فتنہ و فساد پھیلانے سے بارہا مرتب منع فرمایا ہے۔  
”یقیناً اللہ (زمین) فساد پھیلانے والوں کو پسند نہیں کرتا“

چنانچہ بندہ مومن اپنے ہر قول و فعل کو فتنہ و فساد پھیلنے کا ذریعہ بننے سے روکتا ہے اور اگر تمام انسان اس عقیدہ توحید کو صحیح طور پر مان لیں تو پوری دنیا میں امن و سکون ہو جائے گا۔

(9) صبر و تحمل:

عقیدہ توحید انسان میں صبر و تحمل کی صفت پیدا کرتا ہے، کیونکہ مومن جانتا ہے کہ میرا رب میری طرف سے کافی ہے اور وہ میری ہر مشکل گھڑی میں مدد کریگا۔  
ان اللہ مع الصابرين (البقرہ) ترجمہ: ”بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔“

(10) توکل علی اللہ:

عقیدہ توحید انسان کو تعلیم دیتا ہے کہ وہ جس ذات پر ایمان لایا ہے اُسے بھروسہ اور یقین بھی اُسی ذات پر رکھنا چاہئے اور وہ دنیا و آخرت کے تمام مسائل اور پریشانیوں کو دور کرنے کے لئے کافی ہے۔ اس کا ہر فیصلہ بندے کے لئے سراسر خیر ہی خیر اور بھلائی ہی بھلائی ہے، لہذا بندہ مومن اگرچہ دنیا کے اسباب اختیار تو کرتا ہے مگر ”توکل اور اعتماد“ اللہ تعالیٰ پر کرتا ہے۔

اللہ نے ارشاد فرمایا ”بے شک اللہ توکل کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔“

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا ”جس نے اللہ پر توکل کیا تو اللہ اُس کے لئے کافی ہے۔“

(11) اتحاد اُمت: (WRITTEN & COMPOSED BY PROF. MUHAMMAD ZAFARULLAH)

عقیدہ توحید پوری اُمت مسلمہ کے لئے اتحاد کا ذریعہ ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکات تمام انسانوں کی خالق و مالک ہے۔ اس ایک نکتے پر پوری اُمت متحد ہو سکتی ہے اور یہی اللہ تعالیٰ کا حکم بھی ہے جس کو ماننا ہے اور جس کے مطابق چلنا ہر کلمہ گو مسلمان کی ذمہ داری بھی ہے۔

ارشاد خداوندی ہے: واعصمو بحبل اللہ جمعياً ولا تفرقوا (آل عمران) ”اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور آپس میں پھوٹ مت ڈالو۔“

(12) قرب خداوندی اور محبت الہی:

اللہ تعالیٰ کا محبوب بندہ بننے کے لئے عقیدہ توحید پر ایمان لانا ضروری ہے، اور اس عقیدے کو ماننے بغیر انسان بارگاہ خداوندی میں رتبہ حاصل نہیں کر سکتا۔ جب انسان عقیدہ توحید اور اس کی تمام تر تفصیلات پر صدق دل سے ایمان لے آتا ہے تو وہ ہر لمحہ اپنے خالق و مالک کی رضا حاصل کرنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے، اُس کی بندگی بجالاتا ہے اور اپنی خواہشات کو اُس کے حکم پر قربان کر دیتا ہے اور اُس کی نافرمانی سے بچتا ہے، گناہوں کی بخشش مانگتا ہے اور اس طرح اپنے رب کے دربار میں بلند رتبہ حاصل کرتا ہے۔

رضی اللہ عنہم ورضوانہ ذلک لمن خشى ربه (سورة البینہ)

”اللہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے، یہ اس شخص کیلئے ہے جو اپنے رب سے ڈرتا ہے۔“

(13) عبادت میں اخلاص:

کسی بھی عبادت کی قبولیت کے لئے ”اخلاص“ بنیادی شرط ہے۔ عقیدہ توحید پر ایمان لانے سے عبادت میں اخلاص پیدا ہوتا ہے، مومن جانتا ہے کہ میری ہر طرح کی عبادت کا مستحق صرف اللہ ہے۔ اس لئے وہ اپنی عبادت و اعمال میں کسی دوسرے کو شریک نہیں کرتا۔ ریا کاری اور دکھاوے سے دور رہتا ہے۔  
وما امروا الا ليعبدوا اللہ مخلصين له الدين (البینہ) ”اور ان کو حکم دیا گیا کہ اللہ کی عبادت کرو، دین کو صرف اسی کے لئے خالص رکھتے ہوئے۔“

## (14) احترامِ انسانیت:

اللہ پر ایمان انسان کو اپنے اصل مقام سے باخبر کرتا ہے کہ وہ اسراف المخلوقات ہے۔ وہ ایسے اعمال سے بچتا ہے اسے مقامِ فضیلت سے مقامِ ذلت تک پہنچا دیں۔

اللہ نے ارشاد فرمایا: **وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ (سورة بنی اسرائیل)** ترجمہ: ”اور یقیناً ہم نے اولادِ آدم کو عزت عطا کی ہے۔“  
دوسری جگہ ارشاد فرمایا: **وَهُوَ فَضْلُكُمْ عَلَى الْعَالَمِينَ (الاعراف: ۱۲۰)** ترجمہ: ”اور اس نے تم کو تمام جہانوں پر فضیلت دی۔“

## (15) معاشرتی و معاشی جرائم کا خاتمہ:

عقیدہ تو حید انسان کو سبق دیتا ہے کہ ساری مخلوق اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ ہے، مخلوق پر رحم اور احسان کرنا انسان کو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مستحق بناتا ہے اور مخلوق پر ظلم کرنا اللہ تعالیٰ کی ناراضی اور عذاب کا باعث ہے۔ عقیدہ تو حید سے متعلق یہ عقائد انسان کو تمام طرح کے معاشی اور معاشرتی جرائم سے روکتے ہیں۔  
**الخلق عیال الله ..... (الحديث)** ترجمہ: ”تمام مخلوق اللہ کا کنبہ ہے۔“

## (16) احساسِ بندگی:

عقیدہ تو حید انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی بڑائی و کبریائی پیدا کرتا ہے اور انسان کو یہ احساس دلاتا ہے کہ انسان کو اپنے عظیم خالق و مالک کی بندگی بجالانی چاہئے اور یہ مقامِ بندگی ہی انسان کا سب سے بلند مقام ہے جو اسے ”اشرف المخلوقات“ کے رتبے سے ہمکنار کرتا ہے۔  
**وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون (القرآن)** ترجمہ: ”اور ہم نے جن و انس کو اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔“

## (17) مثالی معاشرہ کی تشکیل:

جو معاشرہ عقیدہ تو حید پر ایمان لے آتا ہے اور اس کے تقاضوں کو پورا کرنے میں لگ جاتا ہے تو وہ معاشرہ ساری انسانیت کے لئے ایک ”مثالی معاشرہ“ بن جاتا ہے، کیونکہ عقیدہ تو حید کے اثرات کی وجہ سے اس معاشرے میں دیانت داری، اخلاص، ہمدردی، عدل و انصاف، حیا و پاکدامنی، جذبہ ایثار، تقویٰ، اخلاقِ حسنہ، اتحاد و اتفاق، وسعتِ نظر، احساسِ ذمہ داری اور دیگر وہ تمام صفات پیدا ہو جاتی ہے جو کسی بھی معاشرے کی فلاح و کامرانی کے لئے از حد ضروری ہیں۔

## (18) خلاصہ کلام: (WRITTEN&amp;COMPOSED BY PROF.MUHAMMAD ZAFARULLAH)

نجات و فلاح کے لیے ایمان اور عمل صالح دونوں کا ہونا ضروری ہے۔ اس لیے قرآن مجید میں جا بجا ارشاد ہوا۔ **الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ (جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک اعمال کیے)** جس طرح کسی درخت کی پہچان پھل سے ہوتی ہے اسی طرح ایمان کی پہچان عمل صالح سے ہوتی ہے۔ اگر کوئی شخص زبان سے ایمان کا دعویٰ کرتا ہے مگر اس کے اعمال اچھے نہیں تو یہی سمجھا جائے گا کہ ایمان نے اس کے دل کی گہرائیوں میں پوری طرح جگہ نہیں بنائی۔ غرضیکہ عقیدہ تو حید اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ نیک اعمال بجالائے جائیں اور برے اعمال سے بچا جائے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

## سوال نمبر 6: عقیدہ رسالت پر نوٹ لکھیں۔

## معنی و مفہوم:

اسلام کے بنیادی عقائد میں دوسرا اہم ترین عقیدہ ”عقیدہ رسالت“ ہے۔ رسالت کا لغوی معنی ہے پیغام پہنچانا اور دین کی اصطلاح میں رسالت سے مراد وہ منصب اور ذمہ داری ہے جس کے تحت انبیاء نے اللہ کا پیغام لوگوں تک پہنچایا۔

## نبی و رسول کا معنی و مفہوم:

رسول کا معنی ”پیغام پہنچانے والا“ اور نبی کے معنی ”خبر دینے والا“ ہیں۔ انبیاء اور رسل سے مراد وہ عظیم ہستیاں ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ اپنا پیغام بندوں تک پہنچانے کے لئے منتخب فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان پر وحی نازل کرتا ہے جو اس وحی کو انسانوں تک پہنچا دیتے ہیں۔

کسی نبی یا رسول کی بڑی ذمہ داری اللہ تعالیٰ کا پیغام اللہ کے بندوں تک اسی طرح پہنچانا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے۔ رسول کو ”نبی“ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ کیونکہ رسول بھی خبر دیتا ہے اس لئے رسول کو بھی نبی کہا جاتا ہے۔ نبی یا رسول اپنے معاشرے کا سب سے زیادہ باکردار، دیانت دار، پرہیزگار اور معزز ترین انسان ہوتا ہے جو اپنی تمام صفات میں باقی تمام انسانوں سے بہتر اور برتر ہوتا ہے۔

## نبی و رسول میں فرق:

رسول صاحب شریعت ہوتا ہے، رسول کوئی کتاب اور شریعت عطا کی جاتی ہے، رسول کا درجہ نبی سے زیادہ ہوتا ہے، جبکہ نبی اپنے سے پہلے رسول کی ہی شریعت اور تعلیمات کو دنیا میں پھیلاتا ہے۔ ہر رسول بنی ہوتا ہے، جبکہ ہر نبی کا رسول ہونا ضروری نہیں ہے۔

## وحی کا معنی و مفہوم:

وحی کے لغوی معنی ہیں ”اشارہ کرنا یا چپکے سے کوئی بات دل میں ڈال دینا“ جبکہ شریعت کی اصطلاح میں وحی سے مراد اللہ کا وہ پیغام جو اس نے اپنے کسی رسول کی طرف فرشتے کے ذریعے نازل کیا۔ یا براہ راست اس کے دل میں ڈال دیا۔ یا کسی پردے کے پیچھے سے اسے سنوایا۔

ارشاد خداوندی ہے: ترجمہ: ”اور کسی بشر کا یہ مقام نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے کلام کرے ہاں یہ تو وحی کے ذریعے یا پردے کے پیچھے سے یا کسی قاصد (فرشتے) کو بھیج دے سو وہ وحی پہنچا دے اللہ کے حکم سے جو اللہ کو منظور ہو“۔ (الشوری: 51)

(WRITTEN & COMPOSED BY PROF. MUHAMMAD ZAFARULLAH)

## ہر امت میں رسول:

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی فلاح و کامرانی کے لئے وقتاً فوقتاً انبیاء کرام علیہم السلام کو دنیا کے مختلف خطوں اور قوموں کی طرف بھیجا تا کہ ان کے ذریعے انسانیت کو رشد و ہدایت سے سرفراز کیا جائے اور انسان کو خالق کی پہچان کروائی جائے اور خالق کی رضا جوئی کا طریقہ بتایا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی ضرورت کے تحت ہر امت میں رسول اور نبی مبعوث فرمائے جن کی تعداد بہت زیادہ ہے۔

ارشاد خداوندی ہے: وَلِكُلِّ أُمَّةٍ رَسُولٌ (یونس: 47) ترجمہ: ”اور ہر امت کے لئے ایک رسول ہے“۔

ایک اور مقام پر فرمایا ہے:

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا (النحل: 36) ترجمہ: ”اور ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا ہے“۔

## انبیاء کی تعداد:

بعض روایات میں انبیاء کی تعداد تقریباً ایک لاکھ چوبیس ہزار بیان کی گئی ہے لیکن قرآن مجید میں صرف چند انبیاء کا نام لے کر ذکر کیا گیا ہے قرآن مجید میں ہے۔

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ نَبِيًّا مِنْهُمْ مَنْ قَبَضْنَا عَلَىكَ وَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ

ترجمہ: ہم نے آپ سے پہلے بہت سے رسول بھیجے ان میں سے بعض کا حال ہم نے آپ سے بیان کیا ہے اور بعض کا نہیں۔

## تمام انبیاء پر ایمان لانا:

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے انبیاء و رسول بھیجے، جو انہیں اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچاتے رہے۔ سب سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام اور سب سے آخری حضور ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے تمام انبیاء کرام علیہ السلام پر ایمان لانا ضروری ہے، کسی ایک کا انکار یا توہین کفر ہے۔ اللہ نے ارشاد فرمایا

ان الذين يكفرون بالله ورسوله ويريدون ان يفرفوا بين الله ورسوله ويقولون نؤمن ببعض ونكفر ببعض ويريدون ان يتخذوا بين ذلك سبيلا

”جو لوگ اللہ اور رسولوں کا انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اللہ اور رسولوں میں فرق کریں اور کہتے ہیں ہم بعض کو مانتے ہیں اور بعض کا انکار کرتے ہیں اور چاہتے ہیں اس

کے درمیان میں کوئی راہ نکالیں یہی لوگ تو اصل کافر ہیں“۔ (سورۃ النساء)

(رسول کی ضرورت و اہمیت) ٹیکسٹ بک بورڈ سے سوال نمبر 15

انسانیت کو نبوت و رسالت کی ضرورت کن کن پہلوؤں سے تھی ہم ان کی وضاحت درج ذیل عنوانات کی مدد سے کرتے ہیں:

## مقصد تخلیق سے آگاہی:

انسان کا خالق کون ہے؟ وہ انسان سے کیا چاہتا ہے؟ انسان کا مقصد تخلیق کیا ہے؟ یہ ساری کائنات اور اس کا رواں دواں منظم و مربوط نظام کیوں تخلیق کیا گیا؟

ان سوالات اور ان جیسے دیگر سوالات کے جوابات انسان اپنے حواسِ خمسہ (Five senses) یا کسی دوسرے ذریعے سے حاصل نہیں کر سکتا۔ ان کو جاننے کا ایک ہی راستہ ہے اور وہ ہے وحی الہی جو نبی اور رسول کے ذریعے سے حاصل ہوتی ہے، لہذا ضرورت تھی کہ انسانوں میں نبی اور رسول بھیجے جائیں جو انسان کو تخلیق انسان اور تخلیق کائنات کا مقصد سمجھائیں اور صحیح راستہ دکھائیں اور بتائیں۔

وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون (الذريت: 58) ترجمہ: ”اور میں نے جنات اور انسانوں کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے“۔

## وحی الہی کا حصول:

یہ بات روز روشن سے زیادہ واضح ہے کہ انسان اپنے خالق کے احکامات اور ہدایات کے بغیر دو جہاں کی کامیابیوں کا ایک قدم نہیں اٹھا سکتا اور دوسری جانب انسان براہ راست اللہ تعالیٰ سے ہم کلام بھی نہیں ہو سکتا، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اور اپنے بندوں کے درمیان اپنے رسولوں کو سبب بنایا اور ان پر وحی نازل فرما کر اپنے احکامات بندوں تک پہنچا دیئے۔

ترجمہ: ”اور کسی بشر کا یہ مقام نہیں کہ اللہ اس سے کلام کرے ہاں یا تو وحی کے ذریعے یا پردے کے پیچھے سے یا کسی قاصد (فرشتے) کو بھیج دے، سو وہ وحی پہنچا دے اللہ کے حکم سے جو اللہ کو منظور ہو۔“ (الشوری: 51)

## وحی الہی کی تشریح و تفسیر کرنا:

وحی الہی کی تشریح اور تفسیر وہی معتبر اور قابل اعتماد ہو سکتی ہے جو ایسی ہستی کی بیان کردہ ہو جو اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر کوئی بات نہ کرتا ہو اور جس کا ہر قول و فعل خالق کے حکم سے ہو، لہذا وحی الہی کی قطعی اور یقینی تشریح اور تفسیر کے لئے بھی رسول کی ضرورت تھی۔ قرآن مجید میں اسی ضرورت کو ان الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

## وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیہم ..... (النحل: 44)

ترجمہ: ”اور ہم نے تجھ پر یہ نصیحت نازل کی تاکہ تو لوگوں کے سامنے اس وحی کو وضاحت سے بیان کر دے جو ان کے لئے نازل کی گئی ہے۔“

کامل عملی نمونہ پیش کرنا: (WRITTEN&COMPOSED BY PROF.MUHAMMAD ZAFARULLAH)

دنیاوی زندگی میں انسان کی رہنمائی اور ہدایت کے لئے کسی ایسے ”عملی نمونے“ کی ضرورت تھی، جو ہر لحاظ سے کامل اور اکمل ہو، جس سے زندگی کے ہر شعبے کے انسان ہدایت اور آگاہی حاصل کر سکیں، جو دنیا کے تمام انسانوں کے تمام مسائل کا حل بیان کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو اور جو زمان و مکان کی قید سے بالاتر ہو۔ رنگ و نسل اور قوم و وطن کی تفریق سے پاک ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ مقصد انبیائے کرام علیہم السلام کے ذریعے پورا فرما دیا اور ان مقدس ہستیوں کے ذریعے ہر قوم اور امت کے لئے عملی نمونہ عطا فرما دیا، جس پر چل کر ہر زمانے اور ہر علاقے کے انسان دو جہاں میں کامیاب ہو سکتے ہیں اور سب سے آخر میں سب سے زیادہ جامع، عالمگیر، محفوظ اور کامل ترین عملی نمونہ حیات ”اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم“ کی صورت میں پیش فرما کر انسانیت پر احسان عظیم فرما دیا۔

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنة (الاحزاب: 21) ترجمہ: ”بیشک تمہارے لئے اللہ کے رسول کی زندگی میں بہترین نمونہ موجود ہے۔“

## عذاب آخرت سے ڈرنا:

آخرت کی زندگی سے باخبر کرنے اور انسان کو آخرت کے دائمی عذاب اور نقصان سے بچانے کے لئے رسول اور نبی کی ضرورت تھی، کیونکہ نبی اور رسول کا فریضہ ہی یہی ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے، شفقت و رحمت کی بنیاد پر انسانوں کو عذاب آخرت سے ڈراتا اور باخبر کرتا ہے۔ قرآن مجید میں بہت سے مقامات پر نبی اور رسول کے اس منصب کو بیان کیا گیا ہے۔ مثلاً ارشاد قرآنی ہے:

انما انت منذر ولكل قوم هاد (الرعد: 07) ترجمہ: ”بے شک آپ تو خبردار کرنے والے ہیں اور ہر قوم کے لئے ایک رہنما ہے۔“

## انسانی عظمت کا اظہار:

انسان اللہ تعالیٰ کا خلیفہ اور نائب ہے اور فرشتوں اور دیگر مخلوقات پر انسان کی اس برتری کو ظاہر کرنے کے لئے ضروری تھا کہ انسانوں میں سے ہی کسی عظیم اور بے مثال کردار کے حامل انسان کو نبوت و رسالت کے منصب پر فائز کیا جائے، جس پر وحی نازل کی جائے اور باقی انسانوں کو اس کی اتباع و پیروی کا حکم دیا جائے، چنانچہ ہر انسان کو رسول اور نبی کے راستے پر چلنے کی وجہ سے ”خالق کے نائب اور خلیفہ ہونے اور اشرف المخلوقات“ ہونے کا شرف حاصل ہو جاتا ہے۔

ولقد کرمنا بنی آدم ..... (القرآن) ترجمہ: ”اور بقیئاً ہم نے آدم کی اولاد کو عزت بخشی ہے۔“

ایک مقام پر فرمایا: واذا قال ربک للملائکة انی جاعل فی الارض خلیفة ..... (البقرة)

ترجمہ: ”اور اس وقت کو یاد کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین میں اپنا نائب مقرر کرنے لگا ہوں۔“

## انسان کی رہنمائی:

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ انسان کی رہنمائی کوئی انسان ہی کر سکتا ہے۔ کسی جن یا فرشتے کا عملی نمونہ زندگی کسی انسان کے لئے قابل عمل نہیں ہو سکتا۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں سے نبی اور رسول منتخب فرما کر انسانیت کی ہدایت کا سامان کیا۔



”آپ کہہ دیجئے کہ اگر زمین میں فرشتے رہتے بستے تو ہم ان پر آسمان سے کوئی فرشتہ رسول بنا کر بھیجتے“ (الاسراء: 95)

انسانوں پر حجت تمام کرنا:

اللہ تعالیٰ سب کی مجبوری اور عذر کو قبول کرنے والا ہے، چنانچہ اس نے نہ ماننے والوں اور کفر کرنے والوں کے عذر کو ختم کرنے کے لئے بھی رسولوں کو مبعوث فرمایا، تاکہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ ہم تک تو کوئی احکامات الہی بیان کرنے والا آیا ہی نہیں تھا!! حدیث مبارک میں ہے۔  
”اور کوئی ایسا نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ سے زیادہ مدد پسند ہو، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو خوشخبریاں سنانے والا اور ڈرانے والے بنا کر بھیجا ہے۔“

(WRITTEN&COMPOSED BY PROF.MUHAMMAD ZAFARULLAH)

اطاعت اور اتحاد اُمت:

انسانوں میں جذبہ اطاعت اور اتحاد پیدا کرنے کے لئے ضروری تھا کہ انسانوں کے سامنے کوئی ایسا عملی نمونہ رکھ دیا جائے، جو تمام انسانوں کے لئے یکساں طور پر قابل عمل اور قابل تقلید ہو اور ہر لحاظ سے کامل ہو۔ اس طرح تمام انسان ایک جیسا مقصد تخلیق، ایک جیسا دستور زندگی حاصل کر لیں گے۔ اسی طرح جب اُمت اپنے نبی کو ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے دیکھتے اور سنتے ہیں تو ان میں بھی اطاعت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے، لہذا انسانوں میں جذبہ اطاعت اور باہمی اتحاد پیدا کرنے کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام کا سلسلہ ضروری تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

سوال نمبر 7: انبیاء کرام علیہم السلام کی اہم اور نمایاں خصوصیات تفصیل سے بیان کیجئے۔ (Very Important Question)

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی رہنمائی اور ہدایت کے لئے سیدنا حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کرام دُنیا میں مبعوث فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے ہر نبی اور رسول کو نمایاں اور اہم خوبیاں عطا فرمائیں، جو بنیادی طور پر دو طرح کی ہیں  
☆..... جو نبی و رسول کے علاوہ کسی دوسرے کو عطا نہیں کی گئی، مثلاً وحی کا نازل ہونا۔  
☆..... وہ خصوصیت جو دوسرے انسانوں کو دی گئی ہیں، مگر نبی یا رسول میں کامل اور اکمل درجہ میں ہوتی ہیں، مثلاً انسان ہونا۔  
چنانچہ ہم انبیاء کرام علیہم السلام کی چند اہم خوبیاں اور خصوصیات ذکر کرتے ہیں:

(1) بشریت (انسان ہونا):

انسان کی رہنمائی و رہبری کوئی انسان ہی کر سکتا ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں سے ہی افضل ترین، پاک باز اور بلند رتبہ انسانوں کا انتخاب کر کے نبوت و رسالت کے عظیم منصب پر فائز فرمایا ہے۔

قل لو كان في الارض ملئكة يمشون مطمئنين لنزلنا عليهم من السماء ملكا رسولا (الاسراء: 95)

”کہہ دو اگر زمین پر فرشتے اطمینان سے چلتے پھرتے (رہتے بستے) تو ہم لازماً ان پر آسمان سے کوئی فرشتہ ہی قاصد بنا کر بھیجتے۔“

قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی (الکہف) کہہ دیجئے بے شک میں تو تمہاری طرح بشر ہوں (البتہ) مجھ پر وحی نازل کی جاتی ہے۔

(2) مرد ہونا (رجولیت):

پھر انسانوں میں سے ہی مردوں کا انتخاب کیا گیا، کیونکہ مرد و عورت میں سے مرد ہی نبوت کی ذمہ داریوں کو صحیح معنی میں ادا کر سکتا تھا۔ عورت کا نبیہ بنا حکمت و مصلحت کے خلاف تھا۔

وما ارسلنا من قبلک الا رجالا نوحی الیہم (یوسف: 109) ”اور ہم نے آپ سے پہلے جتنے پیغمبر بھیجے وہ سب کے سب مرد ہی تھے۔“

(3) وہیت (عطیہ خداوندی):

نبوت و رسالت ایسی چیز ہے جو کسی کو اس کی ذاتی محنت، قربانی یا عبادت و ریاضت سے نہیں مل سکتی، بلکہ یہ تو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی عطا ہوتی ہے، اور وہ جسے چاہتا ہے یہ منصب عطا کرتا ہے۔ بالفاظ دیگر کوئی انسان اپنی محنت یا نیکی سے نبی یا رسول نہیں بن سکتا۔

”اللہ بہتر جانتا ہے کہ اس نے اپنی رسالت کہاں قائم کرنی ہے۔“

اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ (الانعام: 124)

”یہ تو اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔“

ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء (الجمعة: 4)

## (4) احکام الہی کی تبلیغ:

انبیاء کی ایک اہم خصوصیت یہ بھی ہے کہ وہ وحی کی شکل میں ملنے والے احکامات الہیہ کو مکمل وضاحت کے ساتھ لوگوں کے سامنے بیان فرماتے ہیں اور اس بارے میں کسی قسم کی غفلت یا خطا کا شکار نہیں ہوتے، بلکہ تمام تر کاوٹوں کو عبور کرتے ہوئے اس فریضہ کی ادائیگی کو سرانجام دیتے ہیں۔ نبی چونکہ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتا اس لئے وحی الہی کی سب سے زیادہ معتبر اور قابل اعتماد تفسیر حضرات انبیاء سے ہی منقول ہوتی ہے۔

”پس اے نبی! تم نصیحت کئے جاؤ۔“ (الطور: 29)

وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیہم (النحل/44)

”اور ہم نے آپ پر ذکر (احکام) نازل کیا تاکہ آپ لوگوں کے سامنے کھول کر اس چیز کو بیان کر دیں، جو ان کے لئے نازل کیا گیا۔“

## (5) معصومیت: (WRITTEN&amp;COMPOSED BY PROF.MUHAMMAD ZAFARULLAH)

انبیائے کرام علیہم السلام گناہوں سے پاک ہوتے ہیں اور ان کے تمام اعمال و افعال شیطان اور نفس کے عمل دخل سے محفوظ ہوتے ہیں۔ نبی ہر کام اپنی خواہش نفس کی پیروی کی بجائے اللہ تعالیٰ کے حکم سے کرتا ہے۔ نبی اور رسول نے چونکہ اپنی اُمت کے لئے عملی نمونہ اور مثال بننا ہوتا ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ ان کو گناہوں سے بچا کر کامل عملی نمونہ بناتا ہے۔

وماکان لنبی ان یغل (آل عمران: 121) ”کسی نبی کی یہ شان نہیں کہ وہ خیانت کرے۔“

وما ینطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی (النجم: 3، 4) ”اور وہ اپنے نفس کی خواہش سے کوئی بات نہیں کرتا یہ تو حکم ہے بھیجا ہوا۔“

## (6) واجب اطاعت:

اُمت پر انبیائے کرام علیہم السلام کی پیروی لازم ہوتی ہے، کیونکہ نبی تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے تمام کام سرانجام دیتا ہے اور نبی وہی کہتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے اور نبی ہی کتاب اللہ کا شارح (تشریح کرنے والا) اور قاضی اور حکم (فیصلہ کرنے والا) ہوتا ہے۔ پرانی اُمتوں میں سے جن لوگوں نے اپنے اپنے انبیائے کرام علیہم السلام کی اطاعت سے انکار کیا اللہ تعالیٰ نے اُس قوم پر اپنا عذاب نازل کر دیا۔

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ ”جس نے رسول کی اطاعت کی درحقیقت اُس نے اللہ کی اطاعت کی۔“ (النساء: 80)

وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ ”اور ہم نے جو بھی رسول بھیجا وہ اس غرض سے کہ اس کی اطاعت اللہ کے حکم سے کی جائے۔“ (النساء: 4)

## (7) عبدیت اور اطاعت الہی:

حضرت انبیاء علیہم السلام کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ وہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور بندگی کی ہی دعوت دیتے ہیں، چنانچہ جن قوموں مثلاً یہودیوں اور عیسائیوں نے انبیاء کو خدائی درجہ تک پہنچا دیا ہے ان کا عمل اسلام کی روشنی میں بالکل بے بنیاد اور باطل ہے۔

وماکان لبشر ان یوتیہ اللہ الکتب والحکمۃ ثم یقول للناس کونوا عبادا لی من دون اللہ (آل عمران: 121)

”کسی بشر کو حق نہیں کہ اللہ اس کو کتاب و حکمت اور نبوت عطا کرے پھر وہ لوگوں سے کہے کہ اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ۔“

اتبع ما اوحی الیک من ربک ”اے محمد ﷺ اس وحی کی پیروی کرو جو تم پر تمہارے رب کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔“ (الانعام: 106)

## (8) احکام الہی کا عملی اور کامل نمونہ:

اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام علیہ السلام کو تمام انسانیت کے لیے نمونہ اور مثال بنا کر بھیجا ہے تاکہ لوگ ان کی پیروی کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کر سکیں۔ چنانچہ نبی یا رسول اپنی قوم کے لیے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا ایسا کامل ترین عملی نمونہ پیش کرتا ہے جو اس کی تمام اُمت کی ہدایت کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ ”بے شک تمہارے لئے رسول اللہ میں بہترین نمونہ موجود ہے۔“ (الاحزاب: 21)

ان هذا صراطی مستقیم فاتبعوه ولا تتبعوا السبل ”یہی میرا سیدھا راستہ ہے، لہذا تم اسی پر چلو اور دوسرے راستوں پر مت چلو۔“ (الانعام: 153)

## (9) قُرب خداوندی:

نبی اللہ تعالیٰ کے انتہائی قریب ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سے کوئی بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں اتنا قُرب والا نہیں ہوتا۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نبی پر وحی نازل کرتا ہے، معجزات عطا کرتا ہے، خصوصی غیبی مدد نازل کرتا ہے، اس کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیتا ہے، اس کے مخالفین کو عذاب کی وعید (دھمکی) سناتا ہے، لہذا نبی یا رسول دُنیا میں، قبر میں، حشر

میں اور جنت میں بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے بلند ہوا کرتا ہے۔

اطيعوا الله و اطيعوا الرسول ”پس اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو“۔ (التغابن: 12)

### (10) اہل ایمان کی تعلیم و تربیت:

انبیاء کرامؑ اپنی اُمت کی تعلیم و تربیت کرتے ہیں، بلکہ ان کے نبی بنائے جانے کا مقصد ہی اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اپنی اُمت کی تعلیم و تربیت کرنا ہے تاکہ اُمت دو جہاں میں کامیاب ہو سکے۔ اللہ نے قرآن مجید میں تقریباً چار مقامات پر حضور ﷺ کی بعثت (نبی بنائے جانے) کے چار مقاصد بیان فرمائے ہیں۔

”تاکہ وہ لوگوں کے سامنے اللہ کی آیات پڑھے اور انہیں کتاب اور حکمت (سنت) کی تعلیم دے اور ان کی اصلاح کرے“ (آل عمران)

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو سب سے پہلے (اقراء) پڑھنے کا حکم دیا اور آپ نے مکہ میں دارِ ارقم اور مدینہ میں اصحاب صفہ میں باقاعدہ اُمت کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا۔

### (11) نزول وحی: (WRITTEN & COMPOSED BY PROF. MUHAMMAD ZAFARULLAH)

انبیاء کرام علیہ السلام کی ایک اہم ترین خصوصیت یہ ہے کہ ان پر اللہ تعالیٰ اپنی وحی نازل کرتا ہے۔ قرآن و حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے اپنے پیغمبروں پر وحی نازل کی۔ اس کے علاوہ اور بھی بہت سے طریقوں سے وحی نازل ہوا کرتی ہے، چنانچہ نبی جو بات بھی کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے حکم اور وحی سے کرتا ہے۔

وما کان لبشر ان یکلمہ اللہ الا وحیا او من وراء حجاب او یرسل رسولا فیوحی باذنہ ما یشاء (الشوری: 51)

”کسی بشر کا مقام نہیں کہ اللہ اس سے کلام کرے ہاں دل میں ڈال کر یا پردے کے پیچھے سے یا فرشتہ بھیج کر، سو وہ اللہ کے حکم سے وحی پہنچا دے جو اسکو منظور ہو“۔

وما کان ینطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی ”اور نہیں بولتا اپنے نفس کی خواہش سے یہ تو بھیجا ہوا حکم ہے“۔ (النجم: 3، 4)

### (12) انسانی عیوب اور خامیوں سے پاک:

اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو انسانی عیوب اور خامیوں سے پاک رکھتا ہے۔ مثلاً معذور ہونا، پانچ ہونا، جنون ہونا وغیرہ۔ اگر کسی نبی پر کوئی بیماری وغیرہ بھی آئی تو اللہ تعالیٰ نے معجزہ ظاہر کر کے اپنے نبی کو تندرستی عطا کر دی۔

وما صاحبکم بمجنون (التکویر) ”اور آپ کا ساتھی مجنون نہیں ہے“۔

### (13) صاحب معجزات:

اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو ایسی نشانیاں بھی عطا کرتے جس کو لوگ ظاہر کرنے سے عاجز و بے بس ہوتے ہیں۔ انہیں معجزات کہا جاتا ہے، مثلاً حضرت یونس علیہ السلام کا مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہنا، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے آگ کا ٹھنڈا ہو جانا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی کا سانپ بن جانا، آپ کے لئے دریا میں راستے بن جانا، پتھر سے چشموں کا نکل آنا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دُعا سے مردوں کا زندہ ہو جانا، بیمار اور اندھے کا ٹھیک ہو جانا، وغیرہ اسی اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی بے مثل معجزات عطا فرمائے ہیں مثلاً معجزہ شقِ قمر، معجزہ معراج، معجزہ قرآن مجید۔

”ہم نے اپنے رسولوں کو صاف صاف نشانیاں اور ہدایات کے ساتھ بھیجا ہے اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان نازل کی“۔ (المائدہ: 25)

### (14) بے داغ اور روشن کردار:

اللہ تعالیٰ انبیاء سے احکامات الہیہ کی تبلیغ کا کام لیتے ہیں اور ان کی زندگی اور سیرت و کردار کو انسانوں کے لئے مشعل راہ بناتے ہیں، لہذا ان مقاصد کی تکمیل کے لئے اللہ تعالیٰ نبی کی خصوصی حفاظت فرماتا ہے اور نبوت سے پہلے اور بعد کے ہر دور میں نبی کو گناہوں، معاشی و معاشرتی خامیوں سے بچالیتا ہے، چنانچہ کوئی بڑے سے بڑا دشمن بھی اللہ تعالیٰ کے سچے نبی کی سیرت و کردار پر کوئی الزام تراشی نہیں کر سکتا۔ جیسا کہ آپؐ نے کوہ فاران پر اپنی زندگی کے بارے میں پوچھا تو سب نے جواب دیا کہ آپؐ میں شرافت، دیانت اور سچائی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ نبی کا کردار دینی، قومی، معاشی، معاشرتی، خاندانی، اخلاقی ہر لحاظ سے بے داغ اور روشن ہوتا ہے کہ جس سے تمام انسان روشنی اور ہدایت کا نور حاصل کر سکتے ہیں۔ اگر کسی نے نبی کے کردار پر کوئی تہمت لگانے کی کوشش کی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کی طرح ان کے کردار کی صداقت اور سچائی کو پوری دُنیا کے سامنے واضح اور ثابت کر دیا۔

واللہ یعصمکم من الناس (القرآن) ترجمہ: ”اور اللہ آپؐ (کی جان اور عزت و کردار) کو لوگوں کے شر سے بچالے گا“۔

### (15) امانت دار:

تمام انبیاء نے اللہ کا پیغام اپنی اپنی امت تک پوری امانت داری سے پہنچایا اور پیغام الہی میں کسی قسم کی کوئی بھی کمی بیشی نہ کی۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے دربار میں کہا۔  
انی لکم رسول امین ..... (الشعراء: 143) ترجمہ: ”میں تمہارے لئے امانت دار رسول ہوں۔“  
البتہ یہ منصب جن لوگوں کو عطا کیا گیا وہ تمام نیک، تقویٰ، ذہانت اور عزم و ہمت جیسی بلند صفات کے مالک تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سوال 8: رسالت محمدی ﷺ کی اہم خصوصیات تفصیل سے بیان کیجئے۔ (Very Important Question)

رسالت و شریعت کا معنی و مفہوم:

رسالت و شریعت سے مراد وہ تمام احکامات اور ان کا مجموعہ ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو عطا کرتا ہے، مثلاً رسالت ابراہیم (حضرت ابراہیم علیہ السلام کی شریعت) رسالت موسیٰ (حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت) رسالت عیسیٰ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت) اور رسالت محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کا سلسلہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ رسالت و شریعت عطا فرمائی جو اپنی خوبیوں اور بنیادی اوصاف کے لحاظ سے سب سے بڑھ کر رہے۔ رسالت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نمایاں خصوصیت درج ذیل ہیں:

(1) عمومیت:

رسول اکرم ﷺ سے پہلے آنے والے انبیاء کی نبوت کسی خاص قوم یا ملک کے لیے ہوا کرتی تھی مگر آپ کی نبوت و رسالت قیامت تک کے تمام انسانوں کے لیے عام ہے۔ اللہ فرماتا ہے۔

قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً (الاعراف: 158) ”کہہ دیجئے اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔“  
ایک اور جگہ ارشاد فرمایا۔

وما ارسلنک الا کافۃ للناس بشیراً و نذیراً (القرآن) ”ہم نے آپ کو تمام انسانوں کے لئے بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے“  
مجھے ساری مخلوق کے لئے رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔ (المحدث)

پہلے ہر نبی خاص اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوتا تھا اور مجھے تمام انسانوں کے لئے مبعوث کیا گیا۔ (المحدث)

(2) پہلی شریعتوں کا نسخ:

نسخ کے معنی کسی چیز کو ختم کر دینا یا تبدیل کر دینا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی شریعت کے ذریعے پہلے آنے والے تمام انبیاء کی شریعتوں کو منسوخ کر دیا، اب صرف شریعت محمدی ﷺ پر ہی عمل ہوگا۔

ومن یتبع غیر الاسلام دینا فلن یقبل منه (آل عمران: 19) ”اور جو کوئی اسلام کے علاوہ کسی دین کو تلاش کریگا تو وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائیگا۔“  
ان الدین عند اللہ الاسلام (آل عمران: 19) ”بے شک اللہ کے نزدیک دین اسلام ہی ہے۔“

(3) کاملیت:

اللہ تعالیٰ نے پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کی شریعتوں میں سے کسی شریعت و رسالت کے کامل ہونے کا اعلان نہیں فرمایا، جبکہ رسالت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں ”آیت تکمیل دین“ نازل کی گئی ہے، جس میں دین اسلام کے کامل ہونے کا اعلان کیا ہے۔

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دیناً (المائدہ: 3)

آج میں تمہارے لئے تمہارا دین پورا کر چکا اور تم پر اپنا احسان پورا کیا اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین کے پسند کیا۔

(4) حفاظت کتاب:

گزشتہ الہامی کتابوں کی حفاظت کا نہ ہی خدائی وعدہ تھا اور نہ ہی ان کی حفاظت کی ضرورت تھی اس لیے لوگوں نے ان میں تبدیلیاں کیں۔ جبکہ آپ کی شریعت قیامت تک کے لئے ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس شریعت کی بقاء کے لئے اس کے سرچشمہ قرآن مجید کی حفاظت کا ذمہ بھی خود ہی لیا ہے۔

انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحفظون (الحجر: 9) ”بے شک یہ نصیحت ہم نے نازل کی ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔“

(WRITTEN&COMPOSED BY PROF.MUHAMMAD ZAFARULLAH)

(5) حفاظت سنت:

اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کی سنت کی حفاظت کا بھی عظیم انتظام فرمایا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید کی شرح، یعنی سنت نبوی کی لفظی، معنوی اور عملی ہر طرح کی مکمل حفاظت کا انتظام کیا گیا۔

قل ان كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله و يغفر لكم ذنوبكم (آل عمران: 31)

”کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ بھی تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔“

”اللہ تعالیٰ اُس شخص کو خوش و خرم رکھے جس نے میری حدیث کو سنا، اُسے یاد کیا، اور اُس کو ایسے ہی آگے پہنچا دیا جیسا کہ سنا تھا۔“ (الحديث)

(6) جامعیت:

رسول اللہ ﷺ کی رسالت و نبوت چونکہ تمام زمانوں کے تمام انسانوں کے لئے ہے اس لئے آپ ﷺ کی تعلیمات میں اس قدر جامعیت رکھی گئی کہ قیامت تک کے انسان خواہ کسی بھی دور سے تعلق رکھتے ہوں ان تعلیمات سے رہبری و رہنمائی حاصل کر سکتے ہیں۔

يا ايها الذين امنوا ادخلوا في السلم كافة (البقرة: 208) ”اے ایمان والوں اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ۔“

ما فرطنا في الكتاب من شيء (الانعام: 38) ”ہم نے اس کتاب میں کسی چیز کی کمی نہیں چھوڑی۔“

وانزلنا عليك الكتب تبيناً لكل شيء (النحل: 89) ”اور ہم نے آپ پر کتاب نازل کی جو ہر چیز کو وضاحت کے ساتھ بیان کرتی ہے۔“

(7) ہمہ گیری:

آپ ﷺ کی تعلیمات محض نظری اور خیالاتی نہیں ہیں بلکہ ان کی حیثیت عملی ہے۔ آپ ﷺ نے خود ان پر عمل کر کے دکھایا۔ جب آپ کی حیات طیبہ پر نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ عائلی زندگی ہو یا سیاسی، بچوں سے بڑتاؤ ہو یا بڑوں سے معاملہ امن کا دور ہو یا جنگ کا زمانہ عبادت کی رسمیں ہوں یا معاملات کی باتیں قرابت کے تعلقات ہوں یا ہمسائیگی کے روابط زندگی کے ہر پہلو سیرت محمدی انسانوں کے لیے بہترین نمونہ عمل ہے۔

لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنة (الاحزاب: 21) ”بے شک تمہارے لئے رسول اللہ (کی سیرت) میں بہترین نمونہ ہے۔“

(8) ختم نبوت:

آپ ﷺ چونکہ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی و رسول ہیں اس لئے آپ کی رسالت و شریعت بھی آخری رسالت و شریعت ہے۔ اب قیامت تک آپ کی شریعت پر ہی عمل لازم ہے۔

ما كان محمد اباً احداً من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين (الاحزاب: 40)

”محمد تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن وہ تو اللہ کے رسول ہیں اور آخری نبی ہیں۔“

”میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔“ (الحديث)

(9) سابقہ شریعتوں میں بشارت:

آپ کی ایک خصوصیت یہ بھی تمام انبیاء علیہ السلام اپنی اپنی شریعتوں میں آپ کی بشارت دیتے آئے ہیں۔

واذ اخذ الله ميثاق النبيين لما اتيتمكم من كتب وحكمة ثم جاءكم رسول مصدق لما معكم لتؤمنن به ولتنصرنه (آل عمران: 81)

”اور جب اللہ نے پیغمبروں سے عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب و حکمت دوں پھر تمہارے پاس رسول آئے، جو تمہاری کتابوں کی تصدیق کرے تو تم اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا۔“

بائبل کے مطابق حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم بنی اسرائیل کو آپ کی بشارت دیتے ہیں۔

وہ کوہ فاران سے جلوہ گر ہوگا (استثناء 33/2)

اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا، کیونکہ دُنیا کا سردار آتا ہے (یوحنا: 14/20)

(10) معتدل ترین شریعت:

(WRITTEN&COMPOSED BY PROF.MUHAMMAD ZAFARULLAH)

آپ ﷺ کی شریعت تمام شریعتوں کی نسبت معتدل اور درمیانی ہے، جس میں نہ حد سے زیادہ سختی ہے اور نہ حد سے زیادہ نرمی ہے۔

و كذلك جعلنكم امة وسطا لتكونوا شهداء على الناس ويكون الرسول عليكم شهيدا (البقرة)  
 ”اور اسی طرح ہم نے تمہیں ایک معتدل اُمت بنایا ہے تاکہ دُنیا کے لوگوں پر گواہ رہو اور رسول تم پر گواہ ہو“  
 اُمت کا معتدل اور درمیانہ ہونا ان تعلیمات کی بدولت ممکن ہے جو رسالت محمدی میں موجود ہے۔

### (11) بہترین اُمت:

آپ کی رسالت و شریعت چونکہ تمام شریعتوں کی صفات اور خوبیوں کو سمیٹے ہوئے ہے اس لئے اس پر عمل کرنے والی اُمت کو بھی تمام اُمتوں سے بہتر اور افضل اُمت قرار دیا گیا ہے۔

کنتم خیر امة (آل عمران: 110) ترجمہ: ”تم تو بہترین اُمت ہو“۔

### (12) اُمت کی کثرت:

آپ کی اُمت کی تعداد قیامت کے روز تمام انبیاء کی اُمتوں سے زیادہ ہوگی۔  
 اذا جاء نصر الله والفتح ورايت الناس يدخلون في دين الله افواجا (النصر: 1,2)  
 ”جب اللہ کی مدد آجائے گی، اور آپ لوگوں کو دیکھیں گے کہ وہ گروہ درگروہ دین میں داخل ہوں گے“۔  
 ”میں روز قیامت اپنی اُمت کی کثرت پر فرحت محسوس کروں گا“۔ (الحديث)

ایک دوسری حدیث کے مطابق قیامت کے دن حضور کی اُمت حدنگاہ تک پھیلی ہوئی ہوگی۔

### (13) تمام پیغمبروں پر ایمان اور تصدیق:

رسالت محمدی کی اہم تعلیمات میں یہ بھی شامل ہے کہ تمام سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام پر صدقِ دل سے ایمان لایا جائے اور اپنے زمانے کے اعتبار سے ان سب کی تعلیمات کو بھی برحق تسلیم کیا جائے۔

لانفرق بین احد من رسله (البقرہ) ”ہم اس کے رسولوں میں باہم کوئی فرق نہیں کرتے“۔

### (14) معجزہ معراج:

آپ ﷺ وہ واحد نبی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کے سفر عظیم سے سرفراز کیا۔

سبخن الذی اسرى بعبده ليلا من المسجد الحرام الى المسجد الاقصى الذی برکنا حوله لنريه من ايننا (الاسراء: 1)  
 ”پاک ہے وہ ذات جو اپنے بندے کو راتوں رات مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ لے گئی، جس کے ارد گرد ہم نے برکت رکھی ہے تاکہ ہم اس کو اپنی نشانیاں دکھائیں“

### (15) مقام محمود:

عسى ان يبعثك ربك مقاما محمودا عجب کیا ہے کہ آپ کا رب آپ کو مقام محمود پر فائز کر دے۔ (الاسراء: 79)

### (16) تبدیلی قبلہ، نبی القلتین:

حضور ﷺ کو مدنی زندگی میں تبدیلی قبلہ کا انتظار رہنے لگا اور آپ وحی کے انتظار میں اپنی نگاہ مبارکہ اٹھا اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھا کرتے تھے، بالآخر اللہ تعالیٰ نے قبلہ بیت المقدس سے بیت اللہ شریف کی طرف منتقل کر دیا جو کی نبوت و رسالت کا شرف ٹھہرا، کیونکہ یہی وہ قبلہ مبارکہ جو پورے روئے زمین پر اللہ تعالیٰ کا سب سے پہلا گھر ہے، اور اسی قبلہ مقدسہ کو جد الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حکم خداوندی کے تحت از سر نو تعمیر کیا تھا، چنانچہ ارشاد فرماتا ہے۔  
 ہم تجھے ضرور اس قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جسے تُو پسند کرتا ہے۔ (البقرہ)

چنانچہ پھر تبدیلی کا حکم نازل ہو گیا، جیسا کہ دوسرے سپارے کے پہلے رکوع میں مذکور ہے۔

### (17) چند دیگر اہم خصوصیات:

مذکورہ بالا صفات کے علاوہ رسالت محمدی کی دیگر بہت سی خصوصیات بھی ہیں مثلاً ایک حدیث مبارکہ میں ہے۔ ”مجھے جامع کلمات عطا کئے گئے ہیں، رعب و دبدبہ کے ذریعے میری مدد کی گئی ہے، میرے لئے مالِ غنیمت کو حلال کیا گیا ہے، میرے لئے ساری زمین کو سجدہ گاہ بنایا گیا ہے، مجھے تمام انسانوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہے اور مجھ پر نبوت کا سلسلہ ختم کر دیا گیا ہے“۔ (الحديث)

”تم ان سے صاف کہہ دو کہ میرا راستہ تو یہ ہے، میں اللہ کی طرف بلاتا ہوں، میں خود بھی پوری روشنی میں اپنا راستہ دیکھ رہا ہوں اور میرے ساتھی بھی“ (سورہ یوسف)

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سوال نمبر 9: عقیدہ ختم نبوت پر قرآن مجید، احادیث مبارکہ اور اجماع امت کی روشنی میں تفصیلی نوٹ لکھئے۔

لغوی معنی:

ختم کے لغوی معنی ”بند کر دینا، مہر لگا دینا، کسی کام کو مکمل کر کے فارغ ہو جانا، آخر تک پہنچانا“ وغیرہ۔

اصطلاحی معنی:

عقیدہ ختم نبوت سے مراد اس بات پر ایمان لانا کہ اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی ہدایت کے لئے جتنے رسول دُنیا میں مبعوث کئے ان میں سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام اور سب سے آخری حضرت محمد ﷺ ہیں۔ اب آپ کے بعد قیامت تک کسی قسم کا کوئی نیا نبی یا رسول نہیں آئے گا۔ حضور ﷺ کی تشریف آوری کے بعد صرف آپ کی شریعت اور اسوۂ حسنہ ہی دو جہاں کی کامیابی کا آخری واحد راستہ ہے۔

عقیدہ ختم نبوت کی ضرورت و اہمیت:

عقیدہ ختم اسلام کے ان بنیادی ترین عقائد میں شامل ہے جن کو مانے بغیر انسان کسی صورت مسلمان یا مومن نہیں ہو سکتا، بلکہ اگر غور کیا جائے تو تمام عقائد اور اسلام کی بنیاد اور بقا عقیدہ ختم نبوت پر ہی قائم ہے۔ اگر یہ عقیدہ قائم نہ رہے تو پھر اسلام، اسلام نہیں رہ سکتا، کوئی اور دین بن جائے گا، کیونکہ نیا نبی یا رسول اس میں نئی تبدیلیاں کر دے گا، حالانکہ دین مکمل ہو چکا اور دعوت تبلیغ کا فریضہ اُمت مسلمہ کے سپرد کر دیا گیا ہے۔

عقیدہ ختم نبوت کے دلائل کا مختصر جائزہ: (WRITTEN&COMPOSED BY PROF.MUHAMMAD ZAFARULLAH)

یہی وجہ قرآن و حدیث میں اس عقیدہ کو بے شمار جگہوں پر تفصیل، وضاحت اور دو ٹوک انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ مثلاً قرآن مجید کی ایک سو (100) سے زیادہ آیات مبارکہ، دوسو (210) سے زیادہ احادیث متواترہ (مستند ترین احادیث)، پوری اُمت مسلمہ کا اجماع اور تبدیلی کے باوجود سابقہ الہامی کتابوں اور انسانی عقل کی گواہی اس عقیدہ پر موجود ہے۔ ہم آئندہ سطور میں ان دلائل کو تفصیل سے بیان کریں گے۔

عقیدہ ختم نبوت قرآنی دلائل کی روشنی میں:

قرآن مجید عقیدہ ختم نبوت کو بہت مقامات پر مختلف اسلوب بیان اختیار کرتے ہیں۔ ہم ان دلائل کو درج ذیل عنوانات کی روشنی میں ذکر کرتے ہیں۔

(1) آپ کی نبوت قیامت تک کے تمام زمانوں، انسانوں اور علاقوں کے لئے عام ہے۔ اس لئے کسی نئے نبی یا رسول کے آنے کی کوئی گنجائش نہیں۔

”(اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!) آپ کہہ دیجئے اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول (بن کر آیا) ہوں۔“ (الاعراف: 158)

”ہم نے آپ کو تمام انسانوں کے لئے بشارت دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے۔“ (الاعراف: 158)

”مجھے ساری مخلوق کے لئے رسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔“ (الحمدیث)

”پہلے ہر نبی خاص اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوتا تھا اور مجھے تمام انسانوں کے لئے مبعوث کیا گیا۔“ (الحمدیث)

(2) اللہ تعالیٰ نے پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کی شریعتوں میں سے کسی شریعت و رسالت کے کامل ہونے کا اعلان نہیں فرمایا جبکہ رسالت محمدی کے بارے میں ”آیت

مکمل دین“ نازل کی گئی، جس میں دین اسلام کے کامل ہونے کا اعلان کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ کے بعد کسی نبی کے آنے کی ضرورت نہیں رہی، کیونکہ نبی کی بعثت کا مقصد اللہ تعالیٰ کے پیغام کو انسانوں تک پہنچانا ہوتا ہے اور حضور ﷺ کی بعثت پر اللہ تعالیٰ نے اپنا مکمل پیغام انسانوں تک پہنچا دیا ہے:

”آج میں تمہارے لئے تمہارا دین پورا کر چکا اور تم پر اپنا احسان پورا کیا اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین کے پسند کیا۔“ (المائدہ: 3)

(3) قرآن مجید کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ گزشتہ الہامی کتابوں اور صحائف میں انسان اپنی مرضی سے تبدیلیاں کر دیتے تو اللہ تعالیٰ ایک نئے نبی کو نئی شریعت عطا

فرما دیتا یا چونکہ وہ کتابیں ایک خاص وقت یا قوم کے لئے ہوتی تھیں اس لئے ان کی حفاظت کا وعدہ کیا گیا اور گزشتہ الہامی کتابوں کی حفاظت کا نہ ہی خدائی وعدہ تھا اور نہ ہی ان کی حفاظت کی ضرورت تھی اس لیے لوگوں نے ان میں تبدیلیاں کیں۔ جبکہ آپ کی شریعت قیامت تک کے لئے ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس شریعت کی بقا کے لئے اس کے سرچشمے قرآن مجید کی حفاظت کا ذمہ خود ہی لیا ہے اور وعدے کو پورا فرمایا:

”بے شک یہ نصیحت ہم نے نازل کی ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔“ (الحجر: 9)

لہذا قرآن مجید محفوظ ہے اس لئے دین بھی محفوظ ہے۔ چنانچہ اب نئی شریعت نازل کرنے کی ضرورت بھی نہیں، اس لئے نئے نبی کی ضرورت نہیں۔

(4) اللہ تعالیٰ نے رسول اکرم ﷺ کی سنت کی حفاظت کا بھی عظیم انتظام فرمایا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید کی شرح، یعنی سنت نبوی کی لفظی، معنوی اور عملی ہر طرح کی مکمل حفاظت کا انتظام کیا گیا۔

”کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ بھی تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔“ (آل عمران: 31)

”اللہ تعالیٰ اُس شخص کو خوش و خرم رکھے جس نے میری حدیث کو سنا، اُسے یاد کیا، اور اُس کو ایسے ہی آگے پہنچا دیا جیسا کہ سنا تھا۔“ (الحديث)

(5) رسول اللہ ﷺ کی رسالت و نبوت چونکہ تمام زمانوں کے تمام انسانوں کے لئے ہے، اس لئے آپ کی تعلیمات میں اس قدر جامعیت رکھی گئی کہ قیامت تک کے انسان خواہ کسی بھی قوم یا دور سے تعلق رکھتے ہوں ان تعلیمات سے رہبری و رہنمائی حاصل کر سکتے ہیں۔

”اے ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ۔“ (البقرة: 208)

”ہم نے اس کتاب میں کسی چیز کی کمی نہیں چھوڑی۔“ (الانعام: 38)

”اور ہم نے آپ پر ایسی کتاب نازل کی ہے جو ہر چیز کو پوری وضاحت کے ساتھ بیان کرتی ہے۔“ (النحل: 89)

(6) آپ ﷺ کی تعلیمات محض نظری اور خیالاتی نہیں ہیں، بلکہ ان کی حیثیت عملی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود ان پر عمل کر کے دکھایا، لہذا آپ کی عائلی زندگی، سیاسی زندگی، معاشی زندگی، تجارتی و خاندانی معاملات و حالات، امن و دور جنگ، غمی و خوشی، صحت و بیماری زندگی کے ہر پہلو میں بہترین نمونہ ہے۔ اس لئے نئے نبی کی قطعاً ضرورت نہیں۔

”بے شک تمہارے لئے رسول اللہ (کی سیرت) میں بہترین نمونہ ہے۔“ (الاحزاب: 21)

(7) حضور اکرم ﷺ چونکہ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی و رسول ہیں اس لئے آپ کی رسالت و شریعت بھی آخری رسالت و شریعت ہے۔ اب قیامت تک آپ کی شریعت پر ہی عمل لازم ہے۔

”محمد تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں، بلکہ وہ تو اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں۔“ (الاحزاب: 40)

ترجمہ: میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (الحديث)

(8) قرآن مجید اور سابقہ الہامی کتابوں سے پتہ چلتا ہے کہ ان میں بھی حضور اکرم ﷺ کے نبی آخر الزمان ہونے کی خوشخبری دی گئی ہے، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں۔

”اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب و حکمت دوں، پھر تمہارے پاس رسول آئے، جو تمہاری کتابوں کی تصدیق کرے تو تم ضرور اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا۔“ (آل عمران)

ختم نبوت کے بارے میں اسلوب قرآنی: (WRITTEN&COMPOSED BY PROF.MUHAMMAD ZAFARULLAH)

ختم نبوت کے حوالے سے قرآن مجید میں ایک اسلوب یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے متعدد مقامات پر اہل ایمان کے حضور اکرم ﷺ پر اور آپ سے پہلے رسولوں پر نازل ہونے والی وحی اور کتابوں پر ایمان لانے کا تذکرہ کیا ہے، مثلاً ایک مقام پر فرمایا ہے:

وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِمَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ..... (البقرة)

ترجمہ: اور وہ لوگ جو آپ پر نازل شدہ وحی پر بھی ایمان لاتے ہیں اور آپ سے پہلے (رسولوں پر) نازل شدہ وحی پر بھی ایمان لاتے ہیں۔

جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اگر حضور ﷺ کے بعد کسی نئے نبی یا رسول نے آنا ہوتا تو اس پر بھی ایمان لانے کا تذکرہ ضرور ہوتا اور اس کے بغیر ایمان مکمل ہی نہ ہوتا جبکہ ایسا پورے قرآن میں ایک مرتبہ بھی نہیں ہے، تو معلوم ہوا حضور ﷺ کے بعد قیامت تک کوئی نیا اور سچا نبی یا رسول نہیں آئے گا

احادیث مبارکہ سے عقیدہ ختم نبوت کے دلائل:

ذخیرہ احادیث میں ایک وسیع ذخیرہ حدیث ایسا ہے، جس سے عقیدہ ختم نبوت کا ثبوت ملتا ہے، چند اہم احادیث مبارکہ ذیل ہیں:

☆ ..... حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میری اور مجھ سے پہلے انبیائے کرام علیہ السلام کی مثال ایسی ہے کہ ایک شخص نے بہت ہی خوبصورت محل بنایا، مگر اس کے کسی کونے میں ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی، لوگ اس کے گرد گھومتے اور حیران ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ایک اینٹ کیوں نہ لگائی گئی؟ آپ صلی اللہ علیہ



وآلہ وسلم نے فرمایا: ”میں وہی اینٹ ہوں اور میں سلسلہ نبوت کو ختم کر دینے والا ہوں۔“ (بخاری و مسلم)

☆..... بنی اسرائیل میں جب کسی نبی کا انتقال ہو جاتا تو اس کی جگہ کوئی دوسرا نبی آ جاتا، لیکن میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

☆..... میں پیغمبروں میں سب سے آخری پیغمبر ہوں اور تم اُمتوں میں سب سے آخری اُمت ہو۔

☆..... مجھے تمام مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہے اور مجھ پر سلسلہ نبوت ختم کر دیا گیا ہے۔

☆..... عنقریب میری اُمت میں تیس جھوٹے نبی آئینگے جن میں ہر ایک خود کو نبی سمجھتا ہوگا، میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ (ابوداؤد، ترمذی)

☆..... اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب ہوتے۔ (ترمذی)

☆..... ایک موقع پر آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کو کسی غزوہ کے موقع پر ساتھ لے جانے کے بجائے اپنا نائب بنا کر پیچھے چھوڑا تو آپؐ جہاد میں عدم شرکت کی بنا پر کچھ

رنجیدہ ہوئے تو آپ ﷺ نے ان کے اطمینان کے لئے فرمایا: کیا تم اس پر خوش نہیں ہو کہ تمہاری اور میری مثال موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام جیسی ہے، سوائے اس کے ہارون علیہ السلام نبی تھے (حضرت علیؓ نبی نہیں ہیں)۔

☆..... ایک مقام پر فرمایا: پہلے انبیاء کو خاص ان کی قوم کی طرف بھیجا جاتا تھا اور مجھے تمام انسانوں کی طرف بھیجا گیا ہے۔ (مشکوٰۃ: 512)

☆..... ایک مقام پر فرمایا: میں ہی عاقب ہوں، جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔

☆..... ایک مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمرؓ فاروق سے فرمایا: اگر آج موسیٰ علیہ السلام بھی موجود ہوتے تو وہ بھی میری ہی پیروی کرتے۔

☆..... ایک دفعہ آپ ﷺ نے مثال دے کر عقیدہ ختم نبوت اور قرب قیامت کو واضح فرمایا: ”میں اور قیامت ان دو (انگلیوں) کی طرح ہیں۔“

یعنی آپ قیامت کے قریب تشریف لائے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لے کر قیامت تک کوئی نبی نہیں آئے گا۔

اجماع اُمت اور عقیدہ ختم نبوت: (WRITTEN&COMPOSED BY PROF.MUHAMMAD ZAFARULLAH)

اجماع اُمت سے مراد امت مسلمہ کے مجتہدین اور اہل علم کا کسی دینی مسئلے پر اتفاق رائے اور اتحاد کر لینا۔ شرعی لحاظ سے اُمت مسلمہ کا کسی بات پر اکٹھے ہو جانا،

یعنی اجماع کر لینا ”حجت اور دلیل“ ہے اور اُمت مسلمہ کے کسی فرد کے لئے اجماع سے علیحدگی اختیار کرنا درست نہیں ہے۔ دیگر دلائل کی طرح عقیدہ ختم نبوت ”اجماع اُمت“ سے بھی ثابت ہے۔ یہی وجہ تھی کہ سن 12 ہجری میں صدیق اکبرؓ کے زمانہ خلافت میں تمام صحابہ و اہل بیت رضی اللہ عنہم کے اتفاق و اجماع سے نبوت کے جھوٹے دعویدار میلہ کذاب اور اس کو نبی ماننے والوں کے خلاف یمامہ کے میدان میں جنگ یمامہ ہوئی، عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کی خاطر ہونے والی اس پہلی جنگ میں مسلمانوں میں سے 1200 کے قریب صحابہ کرامؓ اور تابعین کرامؓ نے جام شہادت نوش کیا

اُمت مسلمہ کے بہت سے بڑے علماء نے اس عقیدہ ختم نبوت پر اُمت کا اجماع نقل کیا ہے، مثلاً:

امام غزالیؒ نے اپنی کتاب ”الافتصاد“ میں، علامہ ملا علی قاریؒ نے کتاب ”شرح فقہ اکبر“ میں اور علامہ ابن نجیمؒ نے ”الاشباہ والنظائر“ میں اس پر اجماع نقل کیا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سوال نمبر 10 : مندرجہ ذیل پر نوٹ لکھیں۔

(الف) ملائکہ (ب) آسمانی کتابیں

(الف) ایمان بالملائکہ (فرشتوں پر ایمان)

معنی و مفہوم:

ملائکہ کا لفظ ”مَلَک“ کی جمع ہے، جس کا معنی ”فرشتہ اور قاصد“ کے ہیں۔ قرآن مجید میں یہ لفظ کئی مرتبہ استعمال ہوا ہے۔

رسول کے معنی پیغام پہنچانے والے کے ہیں اور چونکہ فرشتے بھی پیغام رسانی کا کام کرتے ہیں، اس لئے فرشتوں کو بھی لغوی معنی کے اعتبار سے رسول کہہ دیا گیا ہے۔ ارشاد خداوندی کے مطابق فرشتوں پر ایمان لانا بڑی نیکی ہے۔

”اور لیکن بڑی نیکی تو یہ ہے کہ جو کوئی اللہ پر ایمان لائے اور آخرت کے دن پر اور فرشتوں پر اور تمام الہامی کتابوں پر اور تمام پیغمبروں پر“۔ (البقرہ 177)

فرشتوں کا انکار کرنا گمراہی:

فرشتوں کے وجود پر ایمان لانا ضروری ہے، قرآن مجید نے دیگر عقائد کی طرح فرشتوں کے انکار کو بھی گمراہی قرار دیا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔

”اور جو شخص اللہ کا انکار کرے اور اس کے فرشتوں کا اور کتابوں کا اور رسولوں کا اور قیامت کے دن کا تو وہ بہک کر بہت دور جا پڑا ہے۔“ (النساء: 132)

### فرشتوں کی خصوصیات

#### 1۔ نوری مخلوق:

فرشتوں کو اللہ تعالیٰ نے نور سے پیدا کیا ہے۔ حضرت اُم المؤمنین عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”فرشتوں کو نور سے پیدا کیا گیا اور جنات کو شعلہ زن آگ سے پیدا کیا گیا اور آدم علیہ السلام کو اس شے سے پیدا کیا گیا، جس کی صفت اللہ تعالیٰ نے تمہیں بیان فرمائی ہے (یعنی خاک سے)۔“ (رواہ مسلم) مشہور تابعی عکرمہؒ فرماتے ہیں کہ فرشتوں کو ”نور عزت“ سے پیدا کیا گیا ہے۔

#### 2۔ گناہوں سے پاک:

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں میں گناہ کرنے کی طاقت ہی نہیں رکھی اس لئے فرشتے ہر قسم کے گناہ سے پاک ہیں، اور ان کا کام ہر وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا اور احکامات کی پابندی کرنا ہے۔ ارشادِ باری ہے۔

لَا يَعْصُونَ اللَّهَ مَا أَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ (سورہ تحریم) ”وہ اللہ کے کسی حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور جو حکم ان کو ملتا ہے اُسے بجالاتے ہیں۔“

#### 3۔ پروں والی مخلوق:

فرشتوں کے پر ہوتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ فاطر میں ارشاد فرمایا

الحمد لله فاطر السموات والارض جاعل الملائكة رسلا اولى اجنحة مثنى وثلاث ورباع فى الخلق ما يشاء ”سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو آسمانوں اور زمین کا بنانے والا ہے فرشتوں کو پیغام رساں بنانے والا ہے جن کے دو دو، تین تین، چار چار پر ہوتے ہیں اور وہ پیدائش میں جو چاہے زیادہ کرے۔“

(WRITTEN&COMPOSED BY PROF.MUHAMMAD ZAFARULLAH)

#### فرشتوں کی کثرت:

فرشتوں کی تعداد کیا ہے؟ یہ وہ بات ہے جس کو اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ اللہ تعالیٰ کے ان نوری لشکروں کی تعداد صرف اللہ کو ہی معلوم ہے۔ ارشادِ عزوجل ہے

ولا يعلم جنود ربك الا هو (القرآن) ترجمہ: ”تمہارے رب کے لشکروں کو خود اس کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔“

اسی طرح بہت سی روایات اور صحابہ کرامؓ اور تابعین کرامؓ کے اقوال سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں سب سے زیادہ تعداد فرشتوں کی ہے۔ آسمان میں ایک قدم رکھنے کے برابر جگہ نہیں مگر اس پر کوئی فرشتہ سجدہ ریز ہے، کوئی قیام میں ہے اور کوئی کسی اور عبادت میں مصروف ہے۔ اسی طرح زمین میں کوئی چیز بھی اُگتی ہے تو اس کے ساتھ ایک فرشتہ بھی اس کی ذمہ داری لئے ہوتا ہے۔

#### چار مشہور فرشتوں کے نام اور کام:

معاملات دنیا کا انتظام چلانے والے چار فرشتے ہیں، جن کے نام اور کام یہ ہیں:

☆.....	حضرت جبرائیل علیہ السلام	(پیغمبروں پر وحی لانا، نافرمان توہمیں پر عذاب لانا وغیرہ)
☆.....	حضرت میکائیل علیہ السلام	(بارش، ہواؤں، رزق کی تقسیم وغیرہ)
☆.....	حضرت اسرافیل علیہ السلام	(صُور پھونکنا، روز قیامت دو مرتبہ صُور پھینکیں گے)
☆.....	حضرت عزرائیل علیہ السلام (ملک الموت)	(روح قبض کرنا)

#### دیگر فرشتے:

قرآن وحدیث میں چار مشہور فرشتوں کے علاوہ دیگر بہت سے فرشتوں کا بھی تذکرہ ملتا ہے مثلاً:

#### کراما کاتبین:

کراما کاتبین کے معنی ”معزز لکھنے والے“ ہیں۔ ان سے مراد وہ فرشتے ہیں جو انسانوں کے اعمال لکھنے پر مقرر ہیں۔ ان میں دائیں کندھے والا فرشتہ نیک اعمال لکھتا ہے جبکہ بائیں کندھے والا فرشتہ بُرے اعمال لکھنے پر متعین ہے۔ یہ فرشتے لکھنے میں غفلت یا سستی نہیں برتتے۔ ان کے بارے میں ارشادِ باری ہے۔

وان علیکم لحافظین. کراما کاتبین. یعلمون ما تفعلون (الانفاطار: 12-10)

ترجمہ: اور تم پر (تم سب کے اعمال) محفوظ کرنے والے (مقرر ہیں) جو معزز لکھنے والے ہیں، جو تمہارے سب کاموں کو جانتے ہیں۔

ایک اور مقام پر فرمایا: مَا يَلْفُظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ (سورة ق: 18)

ترجمہ: ”وہ (انسان) کوئی لفظ زبان سے نہیں نکالتا، مگر اس کے پاس نگران تیار ہوتا ہے۔“

حالیٰ عرش:

ان سے مراد اللہ تعالیٰ کے عرش عظیم کو اٹھانے والے ”آٹھ“ فرشتے ہیں۔ یہ بہت ہی قوی اور عظیم فرشتے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے:

وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَنِيَّةٌ (الحاقة) ترجمہ: ”اور تمہارے رب کے عرش کو اس روز آٹھ فرشتے اپنے سروں پر اٹھائے ہوں گے۔“

حضرت ابن عباسؓ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن عرش الہی کو آٹھ فرشتوں کی جماعتیں اٹھائے ہوں گی، جن کی تعداد سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا۔ (تفسیر مظہری)

جنت اور دوزخ کے فرشتے:

اسی طرح فرشتوں کی ایک بڑی تعداد جنت اور دوزخ کی ذمہ داریوں پر مامور ہے۔ جنت کے فرشتوں کے سردار ”رضوان“ اور جہنم کے فرشتوں کے سردار ”مالک“ ہیں۔ قرآن مجید میں ہے:

”اور (دوزخی دوزخ کے داروغہ مالک نامی فرشتہ کو) پکاریں گے کہ اے مالک! (تم ہی دُعا کرو کہ) تمہارا رب ہمارا کام ہی تمام کر دے، وہ جواب دے گا کہ تم ہمیشہ اس اسی حال میں رہو گے۔“ (الزخرف)

ایک دوسرے مقام پر ہے: ”اس (دوزخ) پر انیس فرشتے مقرر ہوں گے، اور ہم نے دوزخ کے کارکن صرف فرشتے بنائے ہیں“ (مدثر)

رحمت لانے والے اور دُعاؤں پر آمین کہنے والے فرشتے:

ان کے علاوہ بھی بہت سے فرشتے ہیں جن میں رحمت لانے والے فرشتے، اہل ایمان کی دُعاؤں پر آمین کہنے والے فرشتے، بوڑھوں، بچوں اور عورتوں کی خاص حفاظت پر مامور فرشتے وغیرہ۔

منکر و نکیر (نکیرین): (WRITTEN & COMPOSED BY PROF. MUHAMMAD ZAFARULLAH)

ان سے مراد خوفناک شکل و صورت والے وہ فرشتے جو قبر میں آکر ہر انسان سے تین سوالات پوچھتے ہیں۔ تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟ فرشتوں کے بارے میں غلط عقائد و نظریات کی نفی:

قرآن وحدیث میں جہاں فرشتوں پر ایمان لانے کا حکم ہے وہاں ان کے بارے میں گھڑت عقائد اور باطل نظریات رکھنے کی بھی سختی سے ممانعت کی گئی اور ان کے بارے میں لوگوں کے باطل عقائد کی نفی کی گئی۔ مشرکین مکہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں مانتے تھے، ان میں خدائی صفات موجود ہونے کے قائل تھے۔ جبکہ دوسری طرف یہود حضرت جبرائیل علیہ السلام اور بعض دوسرے فرشتوں کو اپنا دشمن سمجھتے تھے، اور اللہ تعالیٰ کا نافرمان سمجھتے تھے۔ اور بعض نے فرشتوں کو مخلوق ماننے سے انکار کر دیا۔ قرآن وحدیث نے ان تمام باطل نظریات کا خاتمہ کیا، فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور معصوم قرار دیا، انسانی دشمنی اور جنس سے پاک ثابت کیا۔ اللہ نے فرمایا۔

”اور وہ کہتے ہیں کہ رحمن کی اولاد ہے اللہ پاک ہے فرشتے اس کے معزز بندے ہیں اس کے حضور بڑھ کر بات نہیں کر سکتے اور وہی کرتے ہیں جس کا وہ حکم دیتا ہے۔“ (الانبیاء: 26، 28)

ایمان بالملائکہ کے انسانی زندگی پر اثرات:

ایمان بالملائکہ کے انسانی زندگی پر بہت سے اثرات مرتب ہوتے ہیں مثلاً:

اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور عظمت کا اقرار..... احسانات خداوندی کا احساس..... اطمینان قلب..... شرف انسانیت..... ذکر الہی کی کثرت..... دُعاؤں کی

قبولیت..... جان و مال کی حفاظت..... دشمنانِ دین پر رعب و دبدبہ..... فکر آخرت..... حصول تقویٰ کا جذبہ وغیرہ۔

(ب) ایمان بالکتاب (آسمانی کتابوں پر ایمان)

معنی و مفہوم:

کُتب (ک اورت پر پیش) کتاب کی جمع ہے۔ اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتابیں ہیں جو اُس نے اپنے جلیل القدر رسولوں پر نازل کی ہیں۔ ایمان بالکتاب سے مراد ان باتوں پر ایمان لانا کہ اللہ تعالیٰ نے دُنیا میں جتنے رسول بھیجے ہیں ان پر اپنے احکامات کتابوں اور صحیفوں کی شکل میں نازل کئے تھے۔ وہ سب کتابیں اور صحائف برحق ہیں اور ان میں موجود احکامات و ہدایات اپنے اپنے زمانے کی ضرورت کے مطابق تھے، اور ان زمانوں میں ان پر عمل کرنا لازم تھا، نیز یہ کہ قرآن مجید آخری الہامی کتاب ہے جو درحقیقت کلام الہی ہے، نیز نزول قرآن مجید کے بعد پہلے کی شریعتیں اور کتابیں منسوخ ہو چکی ہیں اور وقت کے ساتھ ساتھ ان میں لوگوں کی طرف سے مَن پسند تبدیلیاں واقع ہو چکی ہیں اور اب تمام انسانوں پر قرآن مجید پر ایمان لانے کے ساتھ ساتھ اس کی پیروی لازم ہے اور یہی راہ نجات ہے۔ ایمان بالکتاب پر ایمان لانے کے بارے میں ارشاد خداوندی ہے:

والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک ..... (البقرة: 4)

ترجمہ: اور ہے جو آپ پر نازل کردہ وحی اور آپ سے پہلے (پیغمبروں پر) نازل کردہ وحی پر ایمان لاتے ہیں۔

کتاب اور صحیفے میں فرق: (WRITTEN&COMPOSED BY PROF.MUHAMMAD ZAFARULLAH)

کتاب میں پوری شریعت اور تمام احکامات کا مجموعہ بیان کیا جاتا ہے، الہامی کتابیں تو بہت سی ہیں مگر ان میں چار مشہور ہیں، جبکہ صحیفہ میں وقتی احکامات، کسی خاص موقع یا قوم کے متعلق چند احکامات ہوتے ہیں۔

چار مشہور الہامی کتابیں اور ان کا تعارف

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لئے بذریعہ وحی جو احکامات نازل فرمائے ان میں چار الہامی کتابیں سب سے زیادہ اہمیت کی حامل ہیں جو تمام احکامات الہی کا مجموعہ ہیں۔ ذیل کی سطور ان کتابوں کی ترتیب نزولی کے اعتبار سے مختصر تعارف ملاحظہ فرمائیے۔

تورات:

پہلی آسمانی کتاب تورات ہے جس کا معنی قانون ہے۔ تورات موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: ”بے شک ہم نے تورات نازل کی، جس میں ہدایت اور نور ہے“ (سورة المائدہ: 4)

اس کتاب میں بنی اسرائیل سے متعلق احکامات اور ہدایات موجود تھیں۔ حلال و حرام کا تذکرہ تھا، اللہ تعالیٰ کے بنی اسرائیل پر احسانات کا بیان تھا اور بنی اسرائیل کو اللہ تعالیٰ کی شکرگزاری اور اطاعت کی تلقین تھی۔ بالخصوص بنی اسرائیل کے بارہ (12) قبائل کے بارے میں خصوصی ہدایات تھیں۔ تورات میں عمر بن خطابؓ کو ”فاروق“ کے لقب سے یاد کیا گیا ہے۔

زبور:

دوسری الہامی کتاب زبور ہے۔ زبور ”عبرانی“ زبان کا لفظ ہے، جس کے معنی ”بڑے بڑے حروف میں لکھی گئی کتاب“ کے ہیں، جو داؤد علیہ السلام پر نازل ہوئی

تھی۔ قرآن مجید حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور کے نازل ہونے کو ان الفاظ میں بیان کرتا ہے:

واتینا داود زبوراً ..... (النساء: 123) ترجمہ: ”اور ہم نے داؤد کو زبور عطا کی“

زبور میں زیادہ تر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بڑائی و کبریائی، دُعاؤں اور مناجات کا بیان تھا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ معجزانہ لہجہ عطا فرمایا تھا، چنانچہ آپ علیہ السلام زبور کی تلاوت فرماتے، انسان تو انسان دیگر مخلوقات جانور اور چرند پرند بھی ہمہ تن گوش ہو کر زبور کی تلاوت سننے لگ جاتے۔ زبور میں حضور ﷺ کو ”ماذا“ (طیب طیب) سے پکارا گیا ہے۔

انجیل:

تیسری مشہور اور اہم الہامی کتاب ”انجیل“ ہے جو کہ ایک عظیم نبی اور رسول عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی۔ ”عبرانی“ زبان کا لفظ ہے، جس کے

معنی ”اچھی خبر“ کے ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام پر تورات کے نزول کا ذکر قرآن مجید میں مختلف مقامات پر آیا ہے، مثلاً ارشادِ باری ہے:

اور ہم نے انہیں انجیل عطا کی، جس میں ہدایت اور نور تھا (المائدہ: 46)

پہلی تین الہامی کتابوں کے بارے میں قرآنی تعلیمات کے مطابق اہل اسلام کا عقیدہ ہے کہ یہ کتابیں اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی ہدایت کے لئے سچے رسولوں پر ایک خاص وقت، علاقے یا افراد کے لئے نازل کیں، ان میں جتنی ناشائستہ یا نازیبا باتیں پائی جاتی ہیں یا تعلیمات خداوندی کے خلاف جو عقائد یا اعمال ملتے ہیں وہ سب بعد کے لوگوں کی

تحریف اور تبدیلی کا نتیجہ ہیں۔ تحریف کے باوجود بھی مسلمان ان کتابوں کا احترام کرتے ہیں اور ان میں اب بھی بعض باتیں سچی تعلیمات کے مطابق موجود ہیں۔

### قرآن مجید:

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری الہامی کتاب ہے، جو اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی اور رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کم و بیش تیس (23) سال کے عرصے میں حالات و ضروریات کے مطابق نازل کی ہے، جو دراصل اللہ تعالیٰ کا ”کلام“ ہے، کیونکہ باقی تمام الہامی کتابیں اور صحائف کتابی شکل میں عطا کئے، صرف قرآن مجید ہی وہ کتاب ہے، جس کو کلام الہی ہونے کا شرف حاصل ہے۔ قرآن مجید وہ الہامی کتاب ہے، جو سابقہ تمام الہامی کتابوں اور صحائف کی برحق تعلیمات کی حفاظت کرتی ہے۔ اس کی حفاظت کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا ہے، اسی طرح خود خالق کائنات نے اس کتاب میں اپنی تعلیمات اور ہدایات کو مکمل کرنے کا اعلان فرمایا ہے۔ یہ ایسی جامع اور عالمگیر کتاب ہے، جو دُنیا کے تمام انسانوں کے لئے ذریعہ ہدایت ہے اور تمام زمانوں کے تمام انسانوں کے تمام مسائل کا حل پوری وضاحت کے ساتھ بیان کرنے والی ہے۔

### الہامی کتابوں کی مشترکہ اور جداگانہ تعلیمات

اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ تعلیمات جو کتابوں اور صحائف کی شکل میں ہیں، ان میں ہر زمانے میں چند اصولی، کلی اور بنیادی تعلیمات مشترکہ اور ایک جیسی رہیں، جن میں چند اہم تعلیمات یہ ہیں:

(WRITTEN&COMPOSED BY PROF.MUHAMMAD ZAFARULLAH)

### اللہ تعالیٰ کی توحید کا بیان:

تمام الہامی کتابوں میں اللہ تعالیٰ کے واحد اور یکتا ہونے کا بیان موجود ہے، جو تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی دعوت کا مرکزی نکتہ اور موضوع ہے۔ ہر نبی نے اپنی اپنی اُمت کو توحید کو بھولا ہوا سبق یاد دلایا اور بتایا کہ اللہ تعالیٰ وحدہ لا شریک ہے اور اس کی ذات، صفات کے تقاضوں میں کوئی شریک نہیں ہے۔

### اللہ تعالیٰ کی صفاتِ مبارکہ کا بیان:

اللہ تعالیٰ جن صفاتِ عالیہ کا مالک ہیں وہ کسی دوسرے میں نہیں ہیں۔ وہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہیں۔ ساری کائنات کا نظام اللہ تعالیٰ کی انہی صفاتِ مبارکہ کا مظہر ہے۔ چنانچہ صفاتِ باری تعالیٰ کا تفصیلی بیان تمام الہامی کتابوں کا موضوع رہا ہے۔

### عبادت کا بیان:

اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات پر ایمان لانے کے بعد ایک انسان پر کیا ذمہ داریاں اور تقاضے عائد ہوتے ہیں انہیں عبادت کہتے ہیں۔ چنانچہ تمام الہامی کتابوں میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حکم دیا گیا ہے اور ہر ایک پر اُس زمانے کے مطابق احکام عبادت موجود ہیں، مثلاً نماز ہر اُمت پر فرض رہی، روزہ ہر اُمت پر فرض رہا۔ البتہ ان کی تفصیلات میں فرق رہا ہے۔

### عقیدہ رسالت کا بیان:

اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے اور اس کی عبادت کرنے کے ساتھ ساتھ رسولوں پر پیغمبروں پر ایمان لانے کا حکم بھی تمام شریعتوں کی کتابوں کا اہم موضوع رہا ہے کہ کیونکہ پیغمبر ہی اپنی اُمت کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کا راستہ سکھاتا ہے، لہذا نبی پر ایمان لائے بغیر اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا بھی قابل قبول نہیں ہو سکتا۔

### آخرت میں دوبارہ زندہ ہونے اور جزا و سزا کا بیان:

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک ہر نبی نے اپنی اُمت کو آخری زندگی، وہاں کے حساب کتاب اور جزا و سزا سے خبردار کیا ہے اور آخرت کو دُنیا کی جزا کا دن قرار دیا ہے۔ جہاں ہر انسان کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔

### الہامی کتابوں کی جداگانہ تعلیمات:

ہمیشہ زمانے اور وقت کی حالت ایک جیسی نہیں رہتی، بلکہ وقت کے تقاضے بدلتے رہتے ہیں۔ چنانچہ انہی تقاضوں کے مطابق الہامی کتابوں میں مشترکہ باتوں کے باوجود تفصیلی اور تشریحی احکامات جُدا جُدا ابھی رہے ہیں، جو عین انسانی فطرت اور ضرورت کے مطابق ہیں۔ مثلاً عبادت تو سب پر فرض رہی ہے، البتہ طریقہ عبادت مختلف رہا ہے، صدقہ کا حکم تو سب کو دیا گیا ہے، مگر اس کے طریقہ میں فرق پایا جاتا ہے۔

### آسمانی کتابوں پر ایمان لانے کے اثرات:

جذبہ اطاعت..... مقصد تخلیق سے آگاہی..... اعتقادی اور عملی گمراہی سے حفاظت..... اتفاق و اتحاد..... فلاحِ انسانیت..... اطمینانِ قلب..... شریعت پر چلنے میں آسانی..... قربِ خداوندی..... شرفِ انسانیت کا اظہار..... قطعی اور یقینی تعلیمات سے آگاہی..... اللہ تعالیٰ کے احسانات کا احساس.....

### سوال نمبر 11: قرآن مجید کی اہم خصوصیات اور خوبیاں تفصیل سے بیان کریں۔ (Very Important Question)

قرآن کا لفظ ”قرء یقرء“ سے بنا ہے جس کے معنی پڑھنا اور جمع کرنے کے ہیں۔ قرآن مجید کے معنی ہوئے کثرت سے پڑھی جانے والی اور سب سے بہترین انداز میں جمع کی جانے والی کتاب۔ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی وہ آخری کتاب ہے جو اس نے اپنے آخری نبی و رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر 23 سال کے عرصے میں وقتاً فوقتاً حالات و ضروریات کے مطابق نازل کی ہے، جو رشد و ہدایات کا سفینہ، احکامات الہی کا دفیئہ، دستور حیات کا خزینہ اور دائمی تعلیمات کا گنجینہ ہے۔ اس کی بے شمار امتیازی اور نمایاں خصوصیات ہیں: ان میں سے چند اہم خصوصیات یا خوبیاں درج ذیل ہیں۔

#### (1) آخری آسمانی کتاب: (WRITTEN & COMPOSED BY PROF. MUHAMMAD ZAFARULLAH)

قرآن مجید کی ایک نمایاں خوبی یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی آخری الہامی کتاب ہے، اس کے بعد قیامت تک کوئی نئی کتاب یا شریعت نازل نہیں ہوگی، جس طرح حضور اکرم ﷺ آخری نبی و رسول اور آپ کی اُمت آخری اُمت ہے اسی طرح آپ پر نازل ہونے والی کتاب قرآن مجید بھی آخری کتاب ہے۔ اس کے بعد اب کسی کتاب یا صحیفے کے نزول کی گنجائش ہی باقی نہیں رہی۔

ارشاد خداوندی ہے: **وانہ لسنزل رب العالمین (الشعراء: 192)** ترجمہ: ”اور یہ کتاب تو رب العالمین کی طرف سے نازل کردہ ہے۔“

#### (2) زندہ زبان والی الہامی کتاب:

قرآن مجید ”فصح و بلیغ عربی“ زبان میں نازل کیا گیا ہے۔ پہلی آسمانی کتابیں جن زبانوں مثلاً عبرانی یا سریانی وغیرہ زبانوں میں نازل ہوئی تھیں، وہ اب تقریباً دنیا سے ختم ہو چکی ہیں۔ قرآن مجید کی زبان عربی ہے جو اب بھی دنیا کے کئی ممالک میں بولی اور سمجھی جاتی اور بیس سے زیادہ ممالک کی قومی زبان ہی عربی ہے۔

انا جعلنہ قرآنا عربیاً لعلکم تعلقون ..... (الزخرف: 3) ترجمہ: ”ہم نے اس قرآن کو عربی میں نازل کیا تاکہ تم سمجھ سکو۔“

جبکہ ایک دوسرے مقام پر ”لسان عربی مبین“ کہا گیا ہے یعنی ”پوری وضاحت کے ساتھ بیان کرنے والی عربی زبان میں“

#### (3) عقل و تہذیب کی تائید کرنے والی کتاب:

قرآن مجید میں کوئی ناشائستہ، خلاف عقل یا خلاف تہذیب بات شامل نہیں۔ یہ وہ کتاب ہے جس نے انسان کو آداب زندگی سکھائے ہیں اسے حیوانیت سے اٹھا کر اشرف المخلوقات کے مقام پر فائز کیا ہے۔ قرآن مجید اپنے تمام ماننے والوں کو نہ صرف تمام سچے انبیائے کرام علیہ السلام کا ادب سکھاتا ہے، بلکہ عقائد و عبادات سے لے کر معاشرت و معاملات تک ہر بات عقل سلیم اور بہترین انسانی تہذیب کے مطابق سکھاتا ہے، جبکہ سابقہ الہامی کتابوں میں رسولوں کے بارے میں بھی نازیبا باتیں اور واقعات موجود ہیں، جن کے بارے میں ہمارا ایمان ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کردہ نہیں، بلکہ بعد کے لوگوں کے شامل کردہ ہیں۔ ارشاد خداوندی ہے:

لایاتیہ الباطل من بین یدیہ ولا من خلفہ (فصلت: 42) ترجمہ: ”(اس کتاب) میں کوئی غلط بات سامنے یا پیچھے سے شامل نہیں ہو سکتی۔“

#### (4) محفوظ کتاب:

سابقہ الہامی کتابیں چونکہ ایک خاص وقت کے لئے تھیں اور ان کی ضرورت اسی وقت کے لئے تھی، اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کے ہمیشہ باقی رہنے کا وعدہ بھی نہیں فرمایا، جبکہ قرآن مجید وہ آخری الہامی کتاب ہے، جس نے قیامت تک باقی رہنا تھا اس لئے اس اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کی حفاظت کا وعدہ خود فرمایا۔

انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحفظون (الحجر: 9) ترجمہ: بے شک ہم نے ہی اس نصیحت (قرآن) کو نازل کیا ہے اور ہم خود ہی اس کے محافظ ہیں

ایک اور مقام پر فرمایا: ان علینا جمعه وقرآنہ (سورۃ القیمہ) ترجمہ: بے شک اس قرآن کا جمع کر دینا اور پڑھو دینا ہماری ذمہ داری ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنا یہ وعدہ صدیوں سے پورا کر دکھایا ہے اور اس میں ایک حرف یا نکتے کی تحریف نہیں ہو سکی، یہ آج بھی اسی طرح محفوظ ہے جیسا کہ اس نے نازل کیا تھا۔

#### (5) جامع کتاب:

سابقہ الہامی کتابیں مخصوص زمانے، مخصوص افراد یا مخصوص علاقے کے لئے نازل ہوئیں تھیں، اس لئے ان میں احکامات بھی اسی ضرورت کے مطابق تھے، کسی میں عقائد کا بیان تھا تو کسی میں عبادات، کسی میں اخلاقی تعلیمات تھیں اور کوئی فقہی مسائل پر مبنی، کسی میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کا تذکرہ تھا اور کوئی دُعاؤں اور مناجات پر مشتمل، غرض یہ کہ کوئی کتاب ایسی نہ تھی جو تمام انسانوں کے تمام مسائل کو بیان کر سکتی ہو۔ قرآن مجید وہ واحد کتاب ہے جو ایک ”جامع ترین کتاب“ ہے، جو تمام انسانوں کے لئے ہدایت اور کامیابی کا پیغام لائی ہے، اس میں عقائد، عبادات، معاملات، اخلاقیات اور معاشرت کے علاوہ انسانی زندگی کے تمام شعبوں سے متعلق معلومات اور احکامات بیان کر دیئے گئے

ہیں۔ قرآن کو نازل کرنے والا ’رب‘ اعلان کرتا ہے:

ما فرطنا فی الكتاب من شیء ..... (الانعام: 38) ترجمہ: ہم نے اس کتاب میں کسی چیز کی کمی نہیں چھوڑی ہے۔

(6) عالمگیر کتاب: (WRITTEN&COMPOSED BY PROF.MUHAMMAD ZAFARULLAH)

سابقہ آسمانی کتابیں یا صحیفے کسی خاص قوم، علاقے یا وقت کیلئے نازل ہوئے تھے، جبکہ قرآن مجید ایک عالمگیر کتاب ہے، یعنی اس پر ایمان لانا اور اس پر عمل کرنا تمام جہان والوں پر لازم ہے۔ اسی لئے قرآن مجید نے کئی مقامات پر تمام انسانوں کو مخاطب کیا ہے، مثلاً ’یا ایہا الناس‘ (اے لوگو!) سے خطاب کیا گیا ہے۔ کہیں ’ہدی للعالمین‘ (البقرة: 2) (یہ کتاب تمام جہان والوں کے لئے ہدایت ہے) اور کہیں ارشاد ہوتا ہے: ”ان هو الاذکر للعالمین“ (یوسف: 104) یعنی یقیناً یہ تو اقوام عالم کے لئے نصیحت ہے۔

(7) کامل ترین کتاب:

قرآن مجید ایک کامل ترین الہامی کتاب ہے، جس کو کامل بنانے کا اعلان خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، سن 10 ہجری میں حجۃ الوداع کے موقع پر اللہ تعالیٰ نے تمام انسانیت کے سامنے اس حقیقت کو یوں بیان فرمایا ہے۔

اليوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا ..... (المائدہ: 3)

ترجمہ: ”آج کے دن میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنا احسان پورا کر دیا ہے اور تمہارے لئے اسلام کو بطور دین کے پسند کیا ہے“

(8) کتابِ اعجاز:

”کتابِ اعجاز“ کا معنی ہے ایسی کتاب جو ساری مخلوق کو اپنے مقابلے سے عاجز کر دے، اور جس کا مقابلہ کوئی نہ کر سکے۔ قرآن حکیم چونکہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اس لئے کوئی اس کا مقابلہ کیسے کر سکتا ہے۔ قرآن مجید کا اعجاز کئی طرح سے ہے، مثلاً قرآن مجید کی فصاحت و بلاغت، تاثیر، حلاوت و چاشنی، دائمی تعلیمات، غیب کی خبریں، حقانیت، انسانی فطرت کے عین مطابق ہونا، اسلوب بیان اور مقفی و مسجع عبارتیں ہر خوبی اپنے اعجاز کی صفت لئے ہوئے ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید کے صدیوں سے موجود چیلنج کو آج تک کوئی قبول نہ کر سکا اور نہ کبھی کوئی کر سکے گا.....! کہ تم اس جیسی کتاب، کوئی سورت نہ سہی کوئی آیت بنا کر دکھا دو۔

ارشاد قرآنی ہے: قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل هذا القرآن ..... (الاسرائیر: 88)

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے اگر تمام انسان اور جنات بھی جمع ہو کر اس قرآن کی مثال پیش کرنا چاہیں (تو نہ کر سکیں گے)

ایک دوسرے مقام پر فرمایا: فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار ..... (البقرة: 27)

ترجمہ: ”پس اگر تم (اس جیسی کوئی سورت بنا کر) نہ لا سکو اور ہرگز تم ایسا نہ کر سکو تو (جہنم کی) آگ سے ڈرو۔“

(9) ہمیشہ باقی رہنے والی کتاب:

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے، اس کے بعد کوئی الہامی کتاب یا صحیفہ نازل نہیں ہوگا۔ اس لئے قرآن مجید ہی ہمیشہ رہنے والی دائمی اور ابدی کتاب ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا وعدہ بھی فرمایا ہے۔

(10) قابلِ حفظ کتاب اور آسان کتاب:

قرآن مجید واحد الہامی کتاب ہے جو ہر اُس انسان کو زبانی یاد ہو سکتی ہے جو اس کو یاد کرنا چاہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے نصیحت حاصل کرنے، سمجھنے، یاد کرنے اور عمل کرنے کے لئے آسان بنا دیا ہے، چنانچہ حضور اکرم ﷺ سے لے کر اُمت کے بہت سے افراد نے اسے زبانی حفظ کیا ہے اور قرآن مجید کے حافظ ہر زمانے میں بڑی تعداد میں رہے ہیں اور یہ سلسلہ انشاء اللہ قیامت تک جاری رہے گا۔

ولقد یسرنا القرآن للذکر (سورہ القمر) ترجمہ: ”اور ہم نے اس قرآن کو نصیحت (یاد دہانی) کے لئے آسان بنا دیا ہے۔“

(11) شک و شبہ سے بالاتر کتاب: (WRITTEN&COMPOSED BY PROF.MUHAMMAD ZAFARULLAH)

قرآنی تعلیمات عین انسانی فطرت سلیمہ اور عقل سلیم کے مطابق ہے اور قرآن مجید جن حقائق اور تعلیمات کو بیان کرتا ہے وہ ایسے پختہ اور یقینی ہیں جن کا انصاف کے ساتھ انکار کرنا ممکن نہیں ہے، اس لئے اس کی تعلیمات ہر قسم کے شک و شبہ سے بالاتر ہیں اور ان میں کوئی شک و شبہ نہیں کر سکتا۔ ہاں کسی شخص کو عقلی خرابی، کسی تعصب و عناد اور ضد اور ہٹ دھرمی کی بنا پر تو شک و شبہ ہو سکتا ہے، لیکن قرآن مجید کی اپنی تعلیمات اس سے پاک اور بالا ہیں۔

ارشادِ خداوندی ہے: ذلک الكتاب لاریب فیہ (البقرة: 2) ترجمہ: اس کتاب میں کوئی شک نہیں ہے۔

## (12) قرآن مجید اور سائنسی حقائق:

قرآن مجید کوئی سائنس کی کتاب نہیں ہے اور نہ ہی سائنسی تحقیقات اس کا موضوع ہیں، بلکہ اس کتاب ہدایت کا موضوع ”انسان اور اس کی دو جہاں کی کامیابی“ ہے۔ البتہ قرآن مجید چونکہ کتابِ اعجاز ہے اور اس کے عجائبات کبھی ختم نہیں ہو سکتے، اس لئے قرآن مجید درحقیقت وہ کتاب ہے، جو تمام تر سائنسی ترقی اور ایجادات کا پیش خیمہ بننے والی ہے۔ اس کتاب کے نزول سے پہلے انسان تو اس کائنات کی بہت سی چیزوں کو ”خدا کا درجہ“ دے چکا تھا اور اس کو مسخر کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا تھا، قرآن نے آکر انسان کو بتایا کہ یہ سب چیزیں خالقِ حقیقی نے تمہارے نفع اور خدمت کے لئے پیدا کی ہیں تو انسان نے اس کو مسخر کرنے کی کوشش شروع کر دی۔ اس لیے بہت سے سائنسی حقائق جو صدیوں کی محنت اور تجربات کی روشنی میں انسان نے حاصل کئے ہیں۔ قرآن مجید نے صدیوں پہلے انہیں اس وقت بیان کر دیا تھا جبکہ موجودہ جدید سائنس کا نام تک موجود نہ تھا۔

## (13) ”خصوصیات قرآن“ غیر مسلموں کی نظر میں:

قرآن مجید ایسی بے مثل خصوصیات کی حامل کتاب ہے کہ جن کا اقرار غیر مسلموں نے بھی کیا ہے۔ جدید و قدیم تاریخ سے ایسی بہت سی مثالیں دی جاسکتی ہیں۔ ایف۔ ایف۔ آر۔ تھنٹا (F.F.Arbutnot) لکھتے ہیں ”کئی کوششوں کے باوجود آج تک کوئی شخص بھی اس کے مقابلے میں اس جیسی عبارت بنانے میں کامیاب نہیں ہو سکا اور نہ آج تک کوئی اس میں رد و بدل کر سکا۔“

ایچ۔ اے۔ آر۔ گھ (H.A.R.Gibb) لکھتے ہیں:

جب لوگ قرآن مجید جیسی دس آیات بھی لکھ کر نہیں لاسکتے تو پھر کیوں قرآن کو ایک معجزہ اور ممتاز کتاب تسلیم نہیں کرتے؟

## (14) بے مثل تاثیر:

قرآن مجید ایسی بے مثل تاثیر کی حامل کتاب ہے جو کسی کلام یا کتاب میں نہیں پائی جاسکتی۔ قرآن مجید کا انداز بڑا دلکش ہے، ان کا اسلوبِ دلوں میں اُتر جانے والا ہے۔ اس کا انداز بہت نرالا ہے۔ یہ قرآن مجید کا اثر ہی تھا کہ سخت سے سخت مخالفین نے بھی اس کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے اور اسلام قبول کر کے اسلام کے محافظ بن گئے۔ ارشادِ خداوندی ہے: ”اگر ہم اس قرآن کو کسی پہاڑ پر اتارتے تو تم دیکھ لیتے کہ وہ اللہ کے خوف سے دب جاتا، پھٹ جاتا۔“

## (15) باعثِ عروج و زوال:

ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے: ”اللہ تعالیٰ اس کتاب کے ذریعے بہت سی قوموں کو بلندی عطا کرتا ہے اور بہت سی قوموں کو پست کر دیتا ہے۔“

## (16) تکرار مضامین:

تکرار مضامین کے باوجود قرآن اپنے اثر اور دلنشینی سے عاری نہیں ہوتا بلکہ تکرار پہلے سے زیادہ متوجہ کر دیتی ہے۔ سورہ کھف میں اللہ نے فرمایا وَلَقَدْ صَرَفْنَا فِي هَذَا الْقُرْآنِ لِلنَّاسِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ”ہم نے اس قرآن میں تمام کی تمام مثالیں ہر طریقے سے لوگوں کے لئے بیان کر دی ہیں۔“



سوال نمبر 12: عقیدہ آخرت سے کیا مراد ہے؟ اس کی ضرورت و اہمیت بیان کریں یا آخرت کے سلسلہ میں قرآنی تعلیمات کا خلاصہ لکھیں

(WRITTEN & COMPOSED BY PROF. MUHAMMAD ZAFARULLAH)

لغوی معنی و مفہوم:

آخرت کے لغوی معنی ہیں ”بعد میں آنے والی چیز“۔ اس کے مقابلے میں ”دُنیا“ کا لفظ ہے، جس کے معنی ”قریب کی چیز“ کے ہیں۔

اصطلاحی معنی:

اسلامی اور شرعی لحاظ سے آخرت سے مراد اس دُنیا کے ختم ہو جانے کے بعد کی زندگی ہے، یعنی انسان مرنے کے بعد اور کائنات ختم ہونے کے بعد فنا نہیں ہوگی، بلکہ ایک اور جہان آباد ہوگا، جس میں انسان کو زندہ کیا جائے گا اور اس سے دُنیا کی زندگی کے اعمال کا حساب و کتاب لیا جائے گا۔ اچھے اعمال کی جزا اور بُرے اعمال کی سزا دی جائے گی، اور بطور بدلہ انسانوں کو جہنم یا جنت میں داخل کیا جائے گا جہاں وہ ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہے گا۔

ان الابراہ لفی نعیم وان الفجار لفی جحیم (الانفطار: 13، 14) ترجمہ: ”بیشک نیک لوگ جنت میں ہوں گے اور گناہ گار دوزخ میں ہوں گے“

قرآنی تعلیمات کا خلاصہ

دُنیا آخرت کی کھیتی ہے:



قرآنی تعلیمات کا خلاصہ یہ ہے کہ دُنیا آخرت کی کھیتی ہے یہاں جو بویا جائے گا وہی آخرت میں کاٹا جائے گا، اس لحاظ سے آخرت کی ضرورت واہمیت بہت واضح ہو جاتی ہے تاکہ ہر ایک کو اس کا بدلہ اور ثمر مل سکے۔

الدنیا مزرعة الآخرة (الحديث) ترجمہ: ”دُنیا آخرت کی کھیتی ہے۔“

**دنیا فانی:**

اس کائنات میں تغیر و تبدل لازمی ہے اور جس چیز کو تبدیلی لازم ہو وہ فانی ہوا کرتی ہے، لہذا یہ کائنات بھی فانی اور عارضی ہے اور آخرت ابدی اور دائمی ہے۔  
کل من علیہا فان (سورة الرحمن) ترجمہ: ”ہر چیز نے فنا ہونا ہے۔“

**ابدی جہاں:**

قرآن مجید نے آخرت کو ہی ابدی اور دائمی جہان قرار دیا ہے اور اس کی فکر عارضی دُنیا میں زیادہ کرنے کی ترغیب دی ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔  
وان الدار الآخرة لهی الحيوان (العنکبوت: 64) ترجمہ: ”اور بے شک پچھلا (آخری) گھر ہی زندگانی (ہمیشہ رہنے والی) ہے۔“  
نیک و بد کا فیصلہ:

دُنیا کی زندگی میں مکمل طور پر حقیقی انصاف نہیں ہو سکتا۔ بہت سے ظالم سزا سے بچے رہتے ہیں اور بہت سے مظلوم انصاف اور نیکی کا راپنی کامل جزا سے محروم رہتے ہیں، لہذا انسانوں کے درمیان حقیقی فیصلہ آخرت میں ہوگا کہ حقیقی کامیاب اور جنتی کون ہے اور حقیقی ناکام اور جہنمی کون ہے۔  
فاما الذین شقوا ففی النار (ہود: 106) ترجمہ: ”پس بہر حال جو بد بخت ہوں گے وہ آگ میں ہوں گے۔“  
واما الذین سعدوا ففی الجنة (ہود: 108) ترجمہ: ”اور بہر حال جو نیک بخت ہوں گے وہ جنت میں ہوں گے۔“  
عقیدہ آخرت کی ضرورت واہمیت

عقیدہ آخرت اسلام کے پانچ بنیادی عقائد میں سے ایک اہم ترین عقیدہ ہے، جو قرآن مجید کے تین بڑے میں شامل ہے۔ قرآن مجید و حدیث مبارک اور انسانی عقل کی روشنی میں اس کی ضرورت واہمیت حسب ذیل ہے۔  
سب سے بڑی نیکی:

دیگر عقائد کی طرح عقیدہ آخرت پر ایمان لانے کو بھی بڑا اور اصل نیکی قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔  
”اور بڑی نیکی تو یہ ہے کہ جو ایمان لائے اللہ پر اور آخرت کے دن پر اور فرشتوں پر اور تمام الہامی کتابوں پر اور تمام پیغمبروں پر“ (البقرہ: 177)  
کیا تخلیق کائنات اور تخلیق انسان بے مقصد ہے؟

قرآن مجید نے جا بجا اہل عقل سے سوال کیا ہے کہ کیا اس بڑی کائنات اور انسان کو بے مقصد پیدا کیا گیا ہے۔ دُنیا کا کوئی معمولی سے معمولی کام بھی بے مقصد نہیں ہوتا تو یہ کیسے ممکن ہے اس نظام کے خالق نے اسے یوں ہی بے کار پیدا کر دیا ہو۔ یقیناً ایسا نہیں ہو سکتا تو پھر اس کی تخلیق کا کیا مقصد ہے؟  
ارشاد خداوندی ہے: ”کیا تم سوچتے ہو کہ ہم نے تمہیں بے کار پیدا کیا ہے اور کیا تمہیں ہماری طرف لوٹ کر نہیں آنا“

(WRITTEN&COMPOSED BY PROF.MUHAMMAD ZAFARULLAH)

**موت و حیات کا مقصد:**

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں موت و حیات کے نظام کا مقصد یہ بیان فرمایا ہے کہ انسان کا امتحان لیا جائے کہ کون اچھے اعمال کرتا ہے اور کون آخرت کے لئے بُرے اعمال جمع کرتا ہے اور ہر چیز کا بدلہ آخرت میں مل جائے گا۔

الذی خلق الموت والحیوة لیبْلُوکم ایکم احسن عملاً ..... (الملک: 2)

ترجمہ: ”وہی ہے جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا ہے تاکہ تمہارا امتحان لیا جائے کہ تم میں سے کون عمل کے لحاظ سے زیادہ بہتر ہے۔“

**اہل ایمان کی نشانی:**

عقیدہ آخرت پر ایمان کو اہل ایمان کی نشانی قرار دیا گیا ہے۔

وبالآخر ہم یوقنون ..... (البقرہ: 3) ترجمہ: ”اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔“

**آخرت کا انکار کھلی گمراہی:**

تمام تر رہنمائی اور اتمام حجت کے باوجود، جو ہٹ دھرمی پر اتر آئے اس کا ٹھکانہ جہنم ہی ہو سکتا ہے کیونکہ وہ آخرت کے انکار کی وجہ سے گمراہی کا شکار ہو چکا ہے  
ان الذین لا یؤمنون بالآخرة عن الصراط لنکبون (المومنون: 74) ترجمہ: ”جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ سیدھے راستے سے بھٹکنے والے ہیں“  
(منکرین آخرت کے شبہات)

کیا انسان کا دنیا جہنم ہوگا:

مشرکین مکہ انسان کی دوبارہ تخلیق کے منکر تھے۔ وہ دوبارہ تخلیق کو ناممکن سمجھتے تھے، اس لئے یہ اعتراض کرتے تھے کہ جو انسان فوت ہو گیا وہ تو دوبارہ زندہ نہیں ہو سکتا، کیا اس کی جگہ کسی دوسرے انسان کو زندہ کیا جائے گا، اور کبھی طنزیہ انداز میں کہتے: ”کیا ہم نئے جہنم اور تخلیق جدید“ میں ہوں گے، کیا انسان دوبارہ پیدا کیا جائے گا..... قرآن مجید ان کے اعتراض کو ان الفاظ میں بیان کرتا ہے۔

وقالوا اذا ضللنا فی الارض انا لفی خلق جدید بل هم بلفقاء ربهم کافرون (السجدہ: 10)

ترجمہ: ”اور کہتے ہیں کہ جب ہم زمین میں نیست و نابود ہوں گے تو کیا پھر ہم نئے جہنم میں آئیں گے۔“

کون زندہ کرے گا:

مشرکین مکہ جب عقیدہ آخرت کا بیان سنتے اور ان کے سامنے اس کی تاکید اور اہمیت آتی کہ اچھا یہ بتاؤ کہ انسان کو کون زندہ کر سکتا ہے؟ انسان کب زندہ ہوگا؟ کیونکہ جب وہ اپنی عقل سے سوچتے تو کہتے کہ جو انسان ہزار ہا ہزار برس پہلے فوت ہو چکے، ان کی ہڈیاں بھی بوسیدہ ہو چکی ہیں، وہ ابھی تک زندہ نہیں ہوئے تو آخر کب زندہ ہوں اور کوئی زندہ بھی کر سکتا ہے چنانچہ خود ہی نظریہ بنا کر بیٹھ جاتے کہ مرنے والے انسان کو اب کوئی زندہ نہیں کر سکتا۔ قرآن مجید نے ان کے اعتراض کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

ونسى خلقه قال من يحيى العظام وهى رميم ..... (یس: 78)

ترجمہ: ”اور انسان اپنی تخلیق کو بھول گیا، کہتا ہے کہ جب ہڈیاں بوسیدہ ہو چکی ہوں گی، تو انہیں کون زندہ کرے گا۔“

دنیا کی زندگی اصل ہے:

جب دنیا کی محبت انسان کے دل کو ڈھانپ دے اور لذات دنیا اُسے مسحور کر دے تو وہ اپنی حقیقی زندگی کو یکسر فراموش کر ڈالتا ہے اور اپنے دل و دماغ میں اس کا خیال تک آنے سے ڈرنے لگتا ہے۔ منکرین آخرت کا بھی یہی معاملہ تھا کہ انہوں نے اس فانی دنیا کو ہی سب کچھ سمجھ لیا تھا اور آخرت کا انکار کر دیا تھا، وہ کہتے تھے کہ جو کچھ ہے بس یہی دنیا کی زندگی ہے، لہذا آخرت کے عقیدے کی وجہ سے اس دنیا کا نقصان نہیں کرنا چاہئے، اور چونکہ ہمیں دوبارہ زندگی نہیں ملنی، اس لئے اس دنیاوی زندگی کے لئے جو کچھ، جیسے بھی ہو سکتا، کر گزرنا چاہئے۔ قرآن ان کے اعتراض کو نقل کرتا ہے:

قالو ان هى الا حياتنا الدنيا وما نحن بمبعوثين (الانعام: 29) ترجمہ: ”وہ کہتے ہیں کہ ہمارے لئے زندگی صرف دنیا کی ہے اور ہمیں دوبارہ زندہ نہیں ہونا۔“

(WRITTEN&COMPOSED BY PROF.MUHAMMAD ZAFARULLAH)

دوبارہ تخلیق مشکل ہے:

منکرین آخرت جب مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کو سنتے، تو اس کو اپنی عقل پر پرکھنے کی کوشش کرتے، تو انہیں لگتا کہ اگر ایسا ہو بھی جائے تو یہ تو بہت مشکل کام ہوگا کہ اتنے انسانوں کو کیسے دوبارہ زندہ کیا جائے گا، کیونکہ انسانی جسم کے اعضاء کو بکھر چکے ہوتے ہیں اور خاک میں مل کر خاک ہو چکے ہوتے ہیں ان تمام ہڈیوں کو جمع کرنا ان کو اصل جسم میں تخلیق کرنا اور بے جان میں روح پھونک کر ہر انسان کا الگ الگ حساب و کتاب لینا بہت ہی مشکل اور ناممکن کام ہے۔ قرآن مجید ان کے اس اعتراض کو بھی ”استفہام انکاری“ کے اسلوب میں بیان کرتا ہے۔

ایحسب الانسان ان نجتمع عظامه (القیامہ: 03) ترجمہ: ”کیا انسان سمجھتا ہے کہ ہم ہڈیوں کو جمع نہیں کر سکتے۔“

قیامت اور آخرت کی گھڑی کب شروع ہوں گی؟

مشرکین اور منکرین بطور طنز اور تنقید کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہل ایمان سے پوچھتے تھے کہ یہ بتاؤ کہ جس قیامت اور آخرت کی بات کی جاتی ہے، آخر وہ کب آئیں گے؟ یعنی اس دنیا کو بنے ہوئے ہزاروں سال گزر چکے یہ جوں کی توں چل رہی ہے اور ختم نہیں ہوئی، کیا کبھی قیامت اور آخرت کا وقت آئے گا بھی کہ نہیں؟ قرآن مجید نے ان کے اس اعتراض کو بار بار مرتبہ بیان کیا ہے:

ویقولون متى هذا الوعد ان کنتم صادقین (یس: 78) ترجمہ: ”اور وہ کہتے ہیں کہ تم یہ بتاؤ کہ یہ (آخرت کا) وعدہ کب پورا ہوگا۔“

(منکرین آخرت کے جوابات)

اسی انسان کو زندہ کیا جائے گا:

منکرین کے پہلے اعتراض کا جواب دیتے ہوئے قرآن مجید نے کہا ہے کہ مرنے والے کی جگہ کسی دوسرے انسان کو زندہ نہیں کیا جائے گا، بلکہ اسی کو زندہ کیا جائے گا، جس کو پہلی بار پیدا کیا، اور جس کو موت دی ہے۔ قرآن مجید اس حقیقت کو یوں بیان کرتا ہے۔

کیف تکفرون باللہ و کنتم امواتا فاحیا کم تم یمیتکم تم یحییکم تم الیہ ترجعون ..... (البقرة: 28)

ترجمہ: ”تم کیسے اللہ (کی بات کا) انکار کر سکتے ہو، حالانکہ تم بے جان تھے پھر اس نے تمہیں زندہ کیا، پھر تمہیں موت دے گا، پھر تمہیں زندہ کرے گا، پھر تم اسی کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔“

جس نے پہلی بار پیدا کیا:

منکرین آخرت پوچھتے تھے کہ آخر انسان کو دوبارہ زندہ کون کر سکتا ہے، تو قرآن مجید نے جواب دیا کہ جس خالق نے انسان کو پہلی بار پیدا کیا تھا، وہی اس کو دوبارہ بھی زندہ کرے گا۔

وهو الذی یبدا الخلق تم یعبده ..... (الروم: 27) ترجمہ: ”اور وہی ہے جو پہلی بار پیدا کرتا ہے پھر وہی دوبارہ پیدا کرے گا۔“

قل یحییہا الذی انشاها اول مرة ..... (یس: 79) ترجمہ: ”کہہ دیجئے ان کو وہی زندہ کرے گا جس نے انہیں پہلی بار پیدا کیا تھا۔“

آخرت کی زندگی دائمی ہے:

انسان کی صحیح سوچ اس سے عقیدہ آخرت پر ایمان لانے کا تقاضا کرتی ہے۔ اس دنیا میں نیک و بد اعمال کا حقیقی اور مکمل بدلہ نہیں مل سکتا، تو اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ کیا مجرموں کو ان کے جرائم کی سزا کبھی نہیں ملے گی؟ کیا نیکو کار اچھے اجر سے محروم رہیں گے؟ کیا خدا کا نظام عدل ان کے بارے میں ہمیشہ کے لئے خاموش رہے گا؟ کیا انسان کو بے مقصد اور بے کار پیدا کیا گیا ہے اور اس کے اچھے اور بُرے اعمال کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے.....؟ قرآن مجید عقل انسانی کو دعوتِ غور و فکر دیتا ہے:

وما هذه الحیاة الدنیا الا لہو ولعب وان الدار الاخرة لہی الحیوان لو کانوا یعلمون ..... (العنکبوت: 67)

ترجمہ: ”اور یہ دنیا کی زندگی تو کھیل و تماشہ ہے اور بے شک پچھلا (آخری) گھر ہی زندگی (ہمیشہ رہنے والی) ہے۔ اگر وہ علم رکھتے ہوں۔“

خالق حقیقی کے لئے کچھ مشکل نہیں:

مشرکین آخرت کی زندگی کو ایک مشکل کام گردانتے تھے قرآن مجید نے ان کے اس وسوسے کو ان الفاظ میں دور کیا ہے، کہ انسان کو دوبارہ پیدا کرنا خالق کے لئے کوئی معنی نہیں رکھتا، اس کے لئے کچھ مشکل نہیں ہے اور وہ کائنات اور انسان کی تخلیق سے تھک نہیں گیا۔

وهو اھون علیہ ..... (الروم: 28) ترجمہ: ”اور وہ اس (خالق) کے لئے بہت ہی آسان (معمولی) کام ہے۔“

بلی قادرین علی ان نسوی بنانہ (القیامۃ: 07) ترجمہ: ”بلاشبہ ہم تو اس پر بھی قادر ہیں کہ (انگلیوں) کے پوروں کو بھی دوبارہ بنا ڈالیں۔“

☆☆☆☆☆☆☆☆

سوال نمبر 13: انسانی زندگی پر عقیدہ آخرت کے کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں؟ تفصیل سے بیان کریں۔ (Important Question)

معنی و مفہوم: (WRITTEN&COMPOSED BY PROF.MUHAMMAD ZAFARULLAH)

آخرت کے لغوی معنی ہوئے ”بعد میں آنے والی چیز“۔ اس کے مقابلے میں ”دنیا“ کا لفظ ہے، جس کے معنی ”قریب کی چیز“ کے ہیں۔

اسلامی اور شرعی لحاظ سے آخرت سے مراد اس دنیا کے ختم ہو جانے کے بعد کی زندگی ہے، یعنی انسان مرنے کے بعد اور کائنات ختم ہونے کے بعد فنا نہیں ہوگی، بلکہ ایک اور جہان آباد ہوگا، جس میں انسان کو زندہ کیا جائے گا اور اس سے دنیا کی زندگی کے اعمال کا حساب و کتاب لیا جائے گا۔ اچھے اعمال کی جزا اور بُرے اعمال کی سزا دی جائے گی، اور بطور بدلہ انسانوں کو جہنم یا جنت میں داخل کیا جائے گا جہاں وہ ہمیشہ ہمیشہ زندہ رہے گا۔

عقیدہ آخرت کے انسانی زندگی پر بے شمار مثبت اور گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں جن میں چند اہم اثرات درج ذیل ہیں:

(1) نیکی سے رغبت:

جو شخص آخرت پر یقین رکھتا ہے وہ جانتا ہے کہ اس کے تمام اعمال اس کے نامہ اعمال میں محفوظ کر لئے جاتے ہیں۔ آخرت میں یہی نامہ اعمال اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہوگا اور وہ خالق فیصلہ کرے گا۔ ان اعمال کا وزن کیا جائے گا اگر نیکوں کا وزن زیادہ ہو گیا تو وہ انسان کا میاب ہوگا اور اُس کا ٹھکانہ جنت ہوگا، جہاں وہ ہمیشہ کے لئے

راحت و آرام کی زندگی بسر کرے گا۔ لہذا اس طرح عقیدہ آخرت سے انسان کے دل میں نیکی کا شوق اچھے اعمال کی رغبت پیدا ہوتی ہے۔

فاما من ثقلت موازينه فلهو في عيشة راضية (القارعة: 6، 7) ترجمہ: ”سو جس کے نیک اعمال وزنی ہو گئے تو وہ عیش و عشرت کی زندگی میں ہوگا۔“

(2) بدی سے نفرت: (WRITTEN&COMPOSED BY PROF.MUHAMMAD ZAFARULLAH)

آخرت پر ایمان رکھنے والا شخص برائیوں سے نفرت کرنے لگتا ہے، کیونکہ اُسے علم ہوتا ہے کہ ان کے نتیجے میں وہ عذاب میں مبتلا ہو سکتا ہے، کیونکہ اگر برائیوں کا وزن زیادہ ہو گیا تو اسے جہنم کا دردناک عذاب پکھنا ہوگا، چنانچہ نیکی سے رغبت اور بدی سے نفرت ہو جانے سے انسان کو تقویٰ کی دولت حاصل ہوتی ہے۔

واما من خفت موازينه. فامه هاوية. (القارعة: 8، 9) ترجمہ: ”اور جس کے نیک اعمال ہلکے ہوئے تو اس کا ٹھکانہ ہاویہ ہوگا۔“

(3) بہادری و سرفروشی:

ہمیشہ کے لئے مٹ جانے کا ڈر انسان کو بزدل اور کمزور بنادیتا ہے، مگر جب دل میں یہ یقین موجود ہو کہ اس دنیا کی زندگی چند روزہ ہے۔ پائیدار اور دائمی زندگی آخرت کی ہے تو انسان نڈر جاتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جان قربان کرنے سے بھی نہیں کتراتا۔ وہ جانتا ہے کہ راہ حق میں جان کا نذرانہ پیش کر دینے سے وہ ہمیشہ کے لئے فنا نہیں ہو جائے گا، بلکہ آخرت کی کامیاب اور پُرسرت زندگی حاصل کرے گا۔ چنانچہ یہ عقیدہ مومن کے دل میں جذبہ سرفروشی پیدا کر کے معاشرے میں امن اور نیکی کے پھیلنے کی راہیں ہموار کر دیتا ہے۔

لا خوف عليهم ولا هم يحزنون ..... (القران) ترجمہ: ”ان پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمزدہ ہوں گے۔“

ولانتقلوا لمن يقتل في سبيل الله اموات بل احياء ولكن لا تشعرون ..... (البقرة: 184)

ترجمہ: ”جو اللہ کے راستے میں قتل کیا جائے اُسے مردہ مت کہو وہ تو زندہ ہے، لیکن تمہیں شعور نہیں ہے۔“

(4) صبر و تحمل: (WRITTEN&COMPOSED BY PROF.MUHAMMAD ZAFARULLAH)

عقیدہ آخرت سے انسان کے دل میں صبر و تحمل کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ حق کی خاطر جو بھی تکلیف برداشت کی جائے گی اس کا اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر ملے گا۔ لہذا آخرت پر نظر رکھتے ہوئے وہ ہر مصیبت کا صبر سے مقابلہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کی نشانی یہ بتائی ہے کہ وہ کسی بھی مصیبت میں اللہ تعالیٰ کا نام لیتے ہیں اور آخرت کو یاد کرتے ہیں۔

اذا اصابتهم مصيبة قالوا انا لله وانا اليه راجعون (البقرة: 156)

”جب انہیں کوئی مصیبت پیش آتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم اللہ ہی کے ہیں اور ہمیں اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔“

(5) مال خرچ کرنے کا جذبہ:

عقیدہ آخرت انسان کے دل میں یہ جذبہ پیدا کرتا ہے کہ حقیقی زندگی صرف آخرت کی ہے۔ لہذا اسی دولت سے لگاؤ رکھنا چاہئے جو اس زندگی کو کامیاب بنائے۔ چنانچہ مومن جتنا بھی دولت مند ہو جاتا ہے اسی قدر سخاوت اور فیاضی کرتا ہے، کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے سے اس کی آخرت کی زندگی سنور جائے گی۔ ارشاد نبوی ہے۔

”بندہ کہتا ہے میرا مال میرا مال حالانکہ اس کا مال صرف تین صورتوں میں ہے۔ جو اس نے کھا کر ہضم کر لیا۔ جو اس نے پہن کر بوسیدہ کر دیا۔ جو اس نے اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا۔ باقی سب لوگوں کا ہے۔“

(6) احساس ذمہ داری:

آخرت پر ایمان رکھنے سے انسان میں احساس ذمہ داری پیدا ہو جاتا ہے، کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اپنے فرائض میں کوتاہی کرنا جرم ہے، جس پر آخرت میں سزا ملے گی۔ یہی احساس ذمہ داری مسلمان کا وصف خاص ہے۔ ارشاد نبوی ہے:

الاكلكم راع وكلكم مسئول عن رعيته ترجمہ: آگاہ رہو! تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور اس سے اُس کی ذمہ داری کے بارے میں حساب لیا جائیگا

(7) حرص دُنیا سے اجتناب: (WRITTEN&COMPOSED BY PROF.MUHAMMAD ZAFARULLAH)

دُنیا کی لالچ تمام برائیوں کی جڑ ہے۔ انسان حرص و طمع کی وجہ سے بڑے سے بڑے جرم اور گناہ کا ارتکاب کرتا ہے، کیونکہ جب انسان حلال و حرام کی تمیز ختم کر دیتا ہے تو پھر وہ اندھا، بہرا ہو کر ہر بُرے کام کو بڑی دیدہ دلیری سے کرنا شروع کر دیتا ہے۔ حدیث مبارک میں ہے:

حب الدنيا راس كل خطيئة (الحديث) ترجمہ: ”دُنیا کی محبت تمام برائیوں کی جڑ ہے۔“

دُنیا کی ہر قسم کی ناجائز محبت اور لالچ کا علاج ”فکر آخرت اور موت کی یاد“ ہے۔ اس کی وجہ سے انسان دُنیا کے بجائے آخرت کو اپنا اصل گھر سمجھتا ہے اور اس کی ساری کوشش اُسی کو سنوارنے اور بہتر کرنے میں لگ جاتی ہے۔ حدیث مبارک ہے ”تم دُنیا کی لذتوں کو ختم کرنے والی چیز موت کو کثرت سے یاد کیا کرو“ (8) عاجزی و انکساری:

عقیدہ آخرت انسان کو جہاں آخرت کی یاد دلاتا ہے وہاں انسان کے دل میں موت کی فکر پیدا کرتا ہے کہ انسان چاہے دنیاوی اعتبار سے جتنا چاہے بڑا بن جائے یہاں کی سب چیزیں فانی اور عارضی ہیں اور آخرت کی نعمتوں کے مقابلے میں ان کی کوئی حیثیت نہیں موت اچانک آکر ان تمام چیزوں کا صفایا اور خاتمہ کر دے گی، لہذا یہ چیزیں ایسی نہیں کہ انسان ان پر تکبر کرے۔ حدیث مبارک میں ہے۔ ”جس کے دل میں رائی کے برابر بھی تکبر ہو وہ جنت میں نہیں جائیگا۔“ (9) عبادات میں اخلاص:

عقیدہ آخرت انسان کے ہر عمل میں اخلاص اور بالخصوص عبادات میں اخلاص پیدا کرنے کا موثر ذریعہ ہے، کیونکہ عقیدہ آخرت کا ماننے والا یہ بھی جانتا ہے کہ اس نے کوئی عمل ریاکاری یا دکھلاوے کے لئے کیا تو آخرت میں اس کی کوئی قدر و منزلت نہیں ہوگی اور وہ عمل بے کار اور ضائع چلا جائے گا۔ اس لئے وہ ہر عمل اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی اور حصول ثواب کی نیت سے کرتا ہے۔

”اور ان کو حکم تو یہی ہوا تھا کہ اخلاص کے ساتھ یکسو ہو کر اسی (اللہ) کی عبادت کریں۔“ (سورة البينة: 05)

(10) زندگی کی قدر و قیمت: (WRITTEN&COMPOSED BY PROF.MUHAMMAD ZAFARULLAH)

اسلام کی آخرت سے متعلق تعلیمات میں سے ایک اہم تعلیم یہ بھی ہے کہ دُنیا کی زندگی اتنی قیمتی ہے کہ اگر اس کی صحیح قدر و قیمت پہچان لی جائے تو اس سے آخرت کی ہر نعمت خریدی جاسکتی ہے۔ حدیث مبارک میں زندگی کی قدر و قیمت کا احساس ان الفاظ میں دلا گیا ہے۔ ”دو نعمتیں ایسی ہیں جن کے بارے میں اکثر لوگ دھوکے کا شکار ہیں، ایک صحت و تندرستی کی نعمت اور دوسری فارغ وقت کی نعمت۔“

(11) پُر امن اور مثالی معاشرے کا قیام:

جس معاشرے کے افراد کے دلوں میں عقیدہ آخرت پختہ ہو جائے تو اس معاشرے کو عقیدہ و آخرت کے مذکورہ بالا اور ان کے علاوہ بھی بے شمار فوائد دُنیا و آخرت میں حاصل ہوتے ہیں اور معاشرہ ہر لحاظ سے ایک مثالی، کامیاب ترین اور پُر امن معاشرہ بن جاتا ہے۔

فلا تنهوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مومنين (البقرة) ترجمہ: پس گھبراؤ نہیں اور غم بھی مت کھاؤ، تم ہی غالب رہو گے اگر تم ایمان والے ہو۔ (12) فلاح دارین:

بہر کیف! عقیدہ آخرت اسلام کا وہ بنیادی اور اہم ترین عقیدہ ہے جو انسان اور معاشرے کو دُنیا و آخرت کی ہر طرح کی کامیابی عطا کرنے کا ذریعہ ہے۔

وبالآخرة هم يوقنون. اولئك على هدى من ربهم واولئك هم المفلحون. (البقرة)

ترجمہ: اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں، یہی لوگ اپنے رب کی طرف سے صحیح راستے پر ہیں اور یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔

(13) جذبہ شکر کا فروغ:

جو شخص آخرت پر یقین رکھتا ہے اسے معلوم ہے کہ اللہ نے مجھے جتنی نعمتیں دی ہیں ان کے بارے میں مجھ سے سوال کیا جائے گا۔ اس لئے وہ اللہ کی عطا کردہ نعمتوں کو آخرت کا اجر و ثواب حاصل کرنے کے لئے استعمال کرتا ہے۔

لئن شكرتم لازيدنكم (ابراہیم: ۷) اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں تمہیں اور زیادہ دوں گا۔